بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث القرآن
بیاد
حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ
ہفت روزہ
اہلِ حدیث لاہور
مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کا ترجمان
مسلک اہلِ حدیث کا داعی
سال: 48 | ۱۲ تا ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ 10 تا 16 فروری 2017ء | شمارہ: 6

ڈونلڈ ٹرمپ
کے اسلام مخالف بیانات پر مسلم حکمرانوں کی خاموشی افسوسناک ہے

میر مرتب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

سیدنا نبیط بن شریط انصاری رضی اللہ عنہ

غیر معمولی حافظے کے مالک صحابیٔ جلیل!

دُعاء

فرد اور معاشرے پر اثرات چھوڑنے والی عبادت!

ظل اور بروز
مرزا قادیانی کے اس دعویٰ باطلہ کی حقیقت!

قرآن و سنت کی روشنی میں

نافرمان بیوی کی اصلاح.....؟!

بے پردہ عورت کا نماز پڑھنا.....؟!

خواتین کے لیے زیارت قبور.....؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

کامیاب انسان

﴿ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ ﴾(آل عمران)

''قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے۔ پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا بے شک وہی کامیاب ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔''

ہر انسان اپنے لیے کامیابی کا خواہاں ہوتا ہے اور حصول کامیابی کے لیے تگ و دو اور محنت و مشقت کرتا ہے۔ لیکن عقل مند انسان وہ ہے جو حقیقی اور مستقل کامیابی کے حصول کے لیے کوشش کرے ایسی کامیابی کہ جس کے بعد ناکامی کا کوئی امکان ہی نہ ہو۔ دنیا میں رہتے ہوئے انسان عارضی نفع اور تھوڑے سے فائدہ کے لیے بھی دن رات سوچ و بچار کرتا ہے اور اس کے باوجود اسے پورا وثوق نہیں ہوتا کہ وہ اس فائدہ کو پالے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی دائمی کامیابی اور ابدی منافع کی طرف قرآن میں رہنمائی کر دی ہے کہ جس کے بعد ناکامی نہیں اور اس کا حصول بھی کسی قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے اور حقیقت میں یہی اصل کامیابی ہے:

﴿ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾(المآئدۃ)

''اس دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا' ان کو ایسے باغات میں ٹھہرایا جائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔''

اور یہ کامیابی ان کا مقدر بنے گی جنہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کی مرضی والی اور رسول ﷺ کی اطاعت والی زندگی گزاری ہوگی:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾(یونس)

''یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ وہ' وہ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز کیے رکھا۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔''

دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا خوف دلوں میں بٹھائے رکھنا' حق اور سچ کا ساتھ دینا' اس کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعے اللہ کی رضا کا متلاشی رہنا ہمارے لیے حقیقی اور ابدی کامیابی کا ضامن ہے اور ایک مومن کے سامنے اسی کامیابی کا حصول ہدف زندگی ہونا چاہیے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی حفظہ اللہ

مفلس کون؟!

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟" قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا فَيُقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ".] (رواہ مسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم' دینار و متاع نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں وہ مفلس ہے جو قیامت کے دن اپنے نامۂ اعمال میں نماز' روزہ اور زکوٰۃ جیسے اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے (دنیا میں) جسے گالی دی ہوگی' جس کا مال ناجائز طریقے سے کھایا ہوگا' جس کا ناحق خون پیا ہوگا' جس پر تہمت لگائی ہوگی اور جسے ناجائز مارا ہوگا یہ سب اپنا حق لینے کے لیے آجائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کو اس زیادتی کرنے والے کی نیکیوں میں سے نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر حق لینے والے باقی ہوں گے اور اس کی تمام نیکیاں حقداروں کو دی جا چکی ہوں گی تو ان کی خطائیں اس پر ڈال کر اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ (ترمذی)

یہ حدیث مفہوم کے لحاظ سے بڑی واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ تم مفلس کسے کہتے ہو؟ تو انہوں نے اپنی دانست کے مطابق عرض کی کہ ہم اس شخص کو مفلس کہتے ہیں جس کے پاس دنیاوی دولت نہ ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہیں بلکہ مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی عبادات اور نیکیاں لے کر اللہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ لیکن اس نے دنیا میں کسی کے ساتھ زیادتی کی کسی کا حق تلف کیا' کسی کو گالی دی' کسی کا مال ناجائز ذرائع سے ہڑپ کیا' کسی کو ناحق قتل کیا تو اللہ تعالیٰ از راہ انصاف اس کی نیکیاں حق داروں کو دے دے گا۔ ابھی حق لینے والے باقی ہوں گے کہ اس کی ساری نیکیاں تقسیم ہو چکی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ حقداروں کے گناہ اس کے ذمہ لگا دو اس طرح اللہ تعالیٰ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے بعد اسے جہنم میں ڈال دے گا۔ یعنی مفلس وہ شخص ہے جس نے نیکیاں کیں مگر دنیا میں لوگوں کے حقوق تلف کرنے کے نتیجے میں اپنی نیکیاں گنوا کر لوگوں کے گناہ اپنے سر پر اٹھا کر جنت میں جانے کی بجائے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی مفلسی سے محفوظ فرمائے اور ہمیں حقوق و فرائض کو سمجھنے اور ان کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

کالا باغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے!

ہمارا عرصہ سے یہ نقطہ نظر رہا ہے کہ بھارت نے پاکستان کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جلد ہی ہندو حکمرانوں کی ہٹ دھرمی اور پاکستان دشمنی واضح ہوگئی تھی کہ جب اس نے کشمیر کو مسلمانوں کی واضح اکثریت کے باوجود اسے متنازعہ بنا دیا اور ۱۹۴۸ء میں فوج کے ذریعے جموں وکشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر لیا اور اس وقت سے ظالم ڈوگرہ فوج کے مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے مگر کشمیری حریت پسند اپنی آزادی کے لیے جد وجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بھارت کی پاکستان دشمنی بڑھتی رہی یہاں تک کہ وہ پاکستان کو (نعوذ باللہ) نقشۂ عالم پر بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔ اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ بھارت کئی پانی کے ذریعے سقوط ڈھاکہ میں نہ صرف شریک رہا بلکہ باقی ماندہ پاکستان کی سلامتی کے خلاف بھی سازشوں میں کسی دشمن سے پیچھے نہیں ہے۔ یہاں تک کہ پاکستان کو پانی کے مسئلہ میں بے حد نقصان پہنچانے کے لیے منصوبے شروع کر رکھے ہیں جس سے پاکستان کو صحرا بنانے کے خدشات ظاہر ہو رہے ہیں۔

چنانچہ پچھلے دنوں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی جو انتہا پسند ہندوؤں کا لیڈر ہے اس نے جالندھر میں منعقدہ انتخابی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے دریاؤں کے پانی کا رخ موڑنے کا فیصلہ کیا ہے جو اس وقت بہہ کر پاکسان کی طرف جا رہا ہے۔ ان کے بقول پنجاب کے کسان کا ہی اس پانی پر سب سے زیادہ حق ہے۔ آخر کب تک ہم دوسروں کو ہمیں نقصان پہنچانے کا موقع دیتے رہیں گے۔ کیا ہمیں بھر پور جواب نہیں دینا چاہیے؟ انہوں نے کہا کہ اب ہم پاکستان کی طرف بہہ کر جانے والا پانی روکیں گے اور دہشت گردی کو بھی مزید برداشت نہیں کیا جائے گا۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ بھارت مقبوضہ کشمیر میں دہشت گردی اور قتل وغارت گری کا ارتکاب کر رہا ہے۔ پاکستان میں بھی اس کی دہشت گردی کے ثبوت دنیا کے اہم اداروں کو پیش کیے گئے ہیں۔ ملزم بھی گرفتار کیے گئے ہیں مگر مودی الٹا پاکستان پر الزام لگا رہا ہے۔ ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ؎ الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ایسے حالات میں جب کہ ملک میں پانی کی قلت بھی ہے۔ موجودہ آبی ذخائر گنجائش سے پچاس فیصد کم کارکردگی کا حامل ہے جس سے ملک کے کئی سرسبز وشاداب علاقے اب بنجر زمینوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ پھر بھارت کی طرف سے پانی سے محروم کرنے کی دھمکیاں بھی مل رہی ہیں؛ چنانچہ ملک کے لیے متبادل انتظامات کرنے کی اشد ضرورت ہے؛ اس کے لیے کالا باغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے جس کے حق میں فنی ماہرین اپنی آراء سے حکمرانوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

اگرچہ اس کی تعمیر میں قومی اتفاق موجود نہیں مگر حب الوطنی کا تقاضا یہ ہے کہ اس اہم مسئلہ کے لیے اتفاق رائے پیدا کیا جائے۔ مگر پیپلز پارٹی جس کا تین صوبوں میں صفایا ہو چکا ہے؛ سندھ میں بھی آئندہ الیکشن میں ہو جائے گا۔ مسٹر زرداری نے اپنے دور میں کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو ترک کر کے قوم کے ساتھ سنگین مذاق کیا تھا۔ گذشتہ دنوں وزیر اعلیٰ سندھ مراد علی شاہ نے سندھ اسمبلی میں اعلان کیا ہے کہ جب تک پیپلز پارٹی موجود ہے ملک میں کالا باغ ڈیم نہیں بن سکتا۔ یہ سراسر مفاد پرستانہ سیاست ہے۔ کالا باغ ڈیم کے ایسے مخالفین کسی کے اشارے اور ذاتی مفاد کے لیے ملکی مفادات کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ صوبہ خیبر پی کے کا اسفند یار ولی بھی کہتا ہے کہ کالا باغ ڈیم بنا تو اسے بم سے اڑا دیں گے۔ جبکہ ۳۵ ملین ایکڑ پانی ہر سال سمندر کی نذر ہو جاتا ہے۔ اسے محفوظ کرنے کی ضرورت ہے جس سے بڑی مقدار میں اور سستی بجلی پیدا ہوگی۔ کارخانے چلیں گے اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا۔

غور فرمائیں کہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو اس نے دنیا کو بے حساب دے رکھی ہے۔ اگر پانی خشک ہو جائے یا زمین کی زیادہ گہرائی میں چلا جائے اور خشک سالی پیدا ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
دعاء کے فرد اور معاشرے پر اثرات (خطبہ حرم)	6
عمل اور بروز کی حقیقت	11
سیدنا زید بن ثابت انصاریؓ	15
دین اسلام کا ضابطہ شرم وحیاء	18
رب کائنات کی بندوں سے محبت	21
مولانا معین الدین لکھوی ..... علم وعمل کی ہستی	22
تبصرۂ کتب	24
طب وصحت	25
اخبار الجماعہ	26

پتہ
(المعروف جی پی او) 106 ... 54000
فون: 042-37720257 ... 042-37725525
E-mail. weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زرتعاون ...
0100270239 ... 0211 ...

بدل اشتراک
سالانہ ..... 600/- روپے
ششماہی ..... 350/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 650/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 8000/- روپے
فی پرچہ ..... 20/- روپے

پانی فراہم کر سکے۔ پانی زندگی کی بقا اور احیاء کے لیے ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ ''ہم نے ہر شے کو پانی کے ذریعے زندگی دے رکھی ہے۔'' معلوم ہوا کہ کائنات میں ہر شے کا وجود پانی سے وابستہ ہے۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ زراعت کا انحصار پانی پر ہے۔ پاکستان اپنے وسیع نظام آبپاشی کی وجہ سے بڑا معروف ہے مگر ڈیمز نہ ہونے کی وجہ سے پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر پانی ضائع نہ ہو تو اس سے لاکھوں ایکڑ رقبہ زیر کاشت آ سکتا ہے۔ تین دریا تو پہلے ہی ''فیلڈ مارشل ایوب خاں'' بھارت کی جھولی میں ڈال چکے ہیں۔ باقی دریاؤں پر بھارت بیسیوں ڈیم بنا کر پاکستان کا پانی روک رہا ہے۔ یاد رہے کہ پاکستان کے پاس صرف سندھ ہی ایک ایسا دریا ہے جو اول تا آخر پاکستان کے علاقوں سے گزرتا ہوا بحیرہ عرب میں جا گرتا ہے۔ ماہرین کے اعداد وشمار کے مطابق کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے ابتدا میں ۲۴۰۰ میگا واٹ بجلی پیدا ہو گی بعد ازاں ۳۶۰۰ میگا واٹ بھی پیدا کی جا سکے گی۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اگر حکمران اور سیاسی جماعتیں کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر کمربستہ ہو جائیں تو یہ بات پاکستان کے روشن مستقبل کی نوید ہو گی۔

امریکہ بھارت کو اپنا حقیقی دوست قرار دے کر اسے خطے کا تھانیدار بنانا چاہتا ہے۔ امیر محترم

سیاستدانوں کی باہمی لڑائیاں غیر جمہوری قوتوں کو مضبوط کرتی ہیں' پانامہ کیس میں جلد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ امید ہے کہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ بیرونی تنازعات میں مداخلت سے گریز کریں گے اور وہ ماضی کی طرح طالبان کی آڑ میں انسانی زندگیوں سے نہیں کھیلیں گے۔ ٹرمپ کو چاہیے کہ وہ عراق کی طرح افغانستان میں بھی امریکی لشکرکشی کو امریکہ کی غلطی قرار دیں۔ جامعہ ابراہیمیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انکا کہنا تھا کہ دوسرے ملکوں کی حکومتوں کا تختہ الٹنے کے اقدامات میں امریکہ کو آئندہ حصہ نہیں لینا چاہیے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ نے بیرونی دنیا میں مداخلت اور افراتفری کی پالیسی کو ترک کر دینے کا عندیہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سپر پاور بننے کے جنون نے امریکا کو عام انسانوں کی نظر میں اپنے خونی کھیل کے ذریعے گرا دیا ہے۔ نئے صدر پر اس حوالے سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دنیا کے سامنے اپنا بہتر امیج پیش کرے۔ وہ امریکا کے ماضی سے ضرور سبق سیکھیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسلمانوں اور عالم اسلام کے خلاف اپنی انتخابی مہم میں جو نعرے اور نفرت انگیز بیانات دیے تھے اس سے انہیں رجوع کرنا پڑے گا۔ اسکے برعکس انہیں ہر ملک کی خودمختاری کا احترام کرنا ہو گا۔ مسلمانوں کے ساتھ الجھاؤ کی پالیسی انہیں مہنگی پڑ سکتی ہے۔

ٹرمپ کے اسلام مخالف اعلانات پر مسلم حکمرانوں کی خاموشی افسوسناک ہے۔ امیر محترم

عالم اسلام کو اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہو گا' عالم اسلام امریکہ کی محتاجی سے باہر نکلے' ہمارے پاس وسائل کی کمی نہیں

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی کے اعلانات پر مسلم حکمرانوں کی خاموشی افسوس ناک ہے۔ جب تک ہم اپنے ماضی کی تابناکیوں اور شعائر کو نہیں اپنائیں گے، ٹرمپ اور اسکا یار مودی ہمیں دھمکیاں دیتے رہیں گے۔ عالم اسلام کو اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہو گا، عالم اسلام امریکہ کی محتاجی سے باہر نکلے' ہمارے پاس وسائل کی کمی نہیں۔ اتوار کے روز مرکزی دفتر میں علماء کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ڈونلڈ ٹرمپ نے تمام سابق صدور کے پاگل پن کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں امریکی تاریخ کا بدترین صدر قرار دیا جا رہا ہے۔ اوباما نے بھی کہا تھا کہ امریکی انہیں ووٹ دیں تو وہ بدلے میں اتنے ہی بم پاکستان میں گرا کر القاعدہ کا نام ونشان مٹا دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مہذب دنیا کے دعوے دار بڑے چودھریوں کے اعمال واقوال دنیا کے لیے فکر انگیز بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ ٹرمپ انتظامیہ کی پالیسیوں سے دنیا بالکل ہی غیر محفوظ ہو کر رہ جائے گی۔ دہشت گردی کم ہونے کی بجائے اس میں اضافہ ہو گا۔ دنیا کو امن کی ضرورت ہے اور امن بڑھکوں اور دھمکیوں سے نہیں آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ ٹرمپ کی جڑیں نسلی تعصب اور اسلام دشمنی میں پیوست ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کچھ بھی کر سکتا ہے۔ نئی امریکی انتظامیہ کے ساتھ کیسے چلنا ہے یہ مسلم دنیا کو سوچنا ہو گا۔ کاش! ٹرمپ کی جارحانہ پالیسی مسلم دنیا کی بیداری کا باعث بن سکے۔ مسلمانوں کو مکالمے کا درس دینے والے خود جنگ کی باتیں کر رہے ہیں۔ نفرتوں کو فروغ دے کر دنیا میں کبھی امن نہیں آ سکتا۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار
مرکز الدراسات الاسلامیہ
Mob: 0300 4178626 - 065-2663317
Email: markaz.dras@gmail.com

بے پردہ عورت کا نماز پڑھنا

سوال ایک مسلمان خاتون بے پردہ ہے یا وہ شریعت کے مطابق پردہ نہیں کرتی۔ مثلاً اس کے کچھ بال نظر آتے ہیں یا اس کی پنڈلی ننگی ہے' کیا وہ اس حالت میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ کتاب وسنت کے مطابق ایسی خاتون کے لیے کیا ہدایات ہیں؟

جواب ایک مسلمان خاتون کے لیے ستر اور حجاب ضروری ہے' اس کے لیے پردہ ترک کرنا یا اس میں کوتاہی جائز نہیں۔ اگر وہ بے حجاب یا ستر ڈھانپے بغیر نماز پڑھتی ہے تو اس کے متعلق حسب ذیل تفصیل ہے:

- اگر وہ کسی مجبوری کی وجہ سے پردہ نہیں کر سکتی یا ستر کو نہیں ڈھانپ سکتی۔ مثلاً اس کے جسم پر زخم ہیں' وہاں کپڑا رکھنا تکلیف کا باعث ہے یا سر سے حجاب کے لیے اس کے پاس کپڑا نہیں تو ایسی حالت میں بے ستر وحجاب نماز پڑھنا جائز ہے؟ کیونکہ وہ مجبور ہے' امید ہے کہ ایسی حالت میں نماز ادا کرنے میں اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔'' (التغابن:۱۶)

نیز اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت کے متعلق فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔'' (البقرہ:۲۸۶)

- اگر عورت کو کوئی مجبوری نہیں اور کپڑا بھی موجود ہے لیکن عادت اور رسم ورواج کی وجہ سے بے پردہ ہے تو اگر بے حجابی چہرے اور ہتھیلیوں تک محدود ہے تو محرم رشتے داروں کی موجودگی میں وہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ اگر غیر محرم لوگوں کی موجودگی میں وہ نماز پڑھتی ہے تو نماز تو ہو جائے گی لیکن بے پردہ رہنے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگی۔ اگر بے پردگی کی صورت یہ ہے کہ اس کی پنڈلیاں' بازو یا سر کے بال ننگے ہیں تو ایسی حالت میں اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی چادر کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔'' (ابن ماجہ:۶۵۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں عورت کا سر چھپانا ضروری ہے خواہ وہ تنہائی میں نماز پڑھ رہی ہو' جہاں اس پر کسی کی نظر نہ پڑتی ہو' یہ سر کا چھپانا نماز کے آداب میں سے ہے' پردہ کی وجہ سے نہیں۔ کیونکہ محرم رشتہ داروں کی موجودگی میں بھی سر ڈھانپے بغیر نماز پڑھنا جائز نہیں جبکہ عام حالات میں محرم رشتے داروں سے سر چھپانا ضروری ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اس کی مزید وضاحت ہے۔ سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کسی عورت نے سوال کیا کہ عورت کن کپڑوں میں نماز پڑھے تو انہوں نے فرمایا: ''اوڑھنی اور پوری قمیص میں نماز پڑھے جو اس کے پاؤں تک کو ڈھانپ لے۔'' (ابوداود:۶۳۹)

یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے' تاہم پنڈلی کا ننگا رہنا جائز نہیں کیونکہ یہ اس کے ستر کا حصہ ہے جو نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں اس کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ بہرحال ایک مسلمان خاتون کے لیے ضروری ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے پورے آداب اور مکمل حجاب کا خیال رکھے۔ واللہ اعلم!

نافرمان بیوی کی اصلاح

سوال میری شادی آج سے آٹھ سال قبل ہوئی تھی' میں نے گھریلو حالات سدھارنے کی بہت کوشش کی لیکن بیوی اس سلسلہ میں میرا ساتھ نہیں دے رہی' ہر معاملہ میں ہٹ دھرمی سے کام لیتی ہے' مجھے اس سے متعلق کیا کرنا چاہیے؟

جواب اگر بیوی اپنے خاوند کی فرمانبردار اور اطاعت گذار ہے تو اللہ کے ہاں اسے بہت اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جب عورت پانچوں نمازیں پڑھے' ماہ رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت گذار رہے تو جنت میں جس دروازے سے چاہے وہ داخل ہو جائے۔ (ترتیب ابن حبان:۴۱۵۱)

اگر اس طرح کی نیک بیوی کو اس حالت میں موت آجائے کہ اس کا خاوند اس پر راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی' اس بات کی صراحت بھی احادیث میں موجود ہے۔ (ترمذی' الرضاع:۱۱۶۱)

صورت مسئولہ انتہائی تکلیف دہ ہے کہ سائل گھر بسانے کی انتہائی کوشش کرتا ہے لیکن اس کی بیوی اس سلسلہ میں اس کا تعاون نہیں کرتی' اس کے متعلق قرآنی ہدایات

ذیل ہیں: ''جب بیویوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں وعظ و نصیحت کرو' اگر نہ سمجھیں تو خواب گاہوں میں ان سے الگ رہو پھر بھی باز نہ آئیں تو انہیں مارو۔'' (النساء:۳۴)

اس آیت کریمہ میں ضدی اور ہٹ دھرم بیوی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مردوں کو ترتیب وار تین قسم کے اقدامات کرنے کی اجازت دی ہے جو حسب ذیل ہیں:

- اسے نرمی سے سمجھایا جائے کہ اس کے موجودہ رویہ کا کیا انجام ہو سکتا ہے لہٰذا وہ اپنی بہتری اور مفاد کی خاطر گھر کی فضا کو مکدر نہ کرے۔
- اگر سمجھانے بجھانے کا کچھ بھی اثر قبول نہیں کرتی تو خاوند اس سے الگ کسی دوسرے کمرے میں سونا شروع کر دے اور اسے اپنے پاس نہ سلائے' امید ہے کہ اس ہتھیار سے سرد جنگ ختم ہو جائے گی۔
- اگر ایسا کرنے سے بھی اسے ہوش نہیں آتا تو آخری حربے کے طور پر اسے خاوند کے لیے مارنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کے لیے چند ایک شرائط ہیں:

اگر یہ تینوں حربے ناکام رہیں اور حالات مزید خراب ہو رہے ہوں تو طلاق سے پہلے فریقین اپنے اپنے خاندان میں سے ثالث منتخب کریں جو پوری صورت حال کو سامنے رکھ کر اصلاح کی کوشش کریں' اگر وہ موافقت کی راہ نکالنے میں کامیاب ہو جائیں تو بہت ہی بہتر ہے اور اگر وہ اس نتیجہ پر پہنچیں کہ تفریق کے بغیر اب کوئی چارہ نہیں تو ان کے درمیان تفریق کر دیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اگر تمہیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کر لو' اگر وہ دونوں موافقت چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دے گا۔'' (النساء:۳۵)

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور اگر دونوں میاں بیوی میں صلح نہ ہو سکے اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ہر ایک کو (دوسرے کی محتاجی سے) بے نیاز کر دے گا۔'' (النساء:۱۳۰)

بہرحال ایسے حالات میں صبر و تحمل سے کام لیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی کے ساتھ حالات درست ہونے کی دعا کی جائے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اصلاح کی کوئی صورت پیدا کر دے گا۔ واللہ اعلم!

خواتین کے لیے زیارتِ قبور

سوال ہمارے ہاں کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا منع ہے' اس سلسلہ میں وہ ایک حدیث کا بھی حوالہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے' کتاب و سنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔

جواب خواتین قبروں کی زیارت کے لیے قبرستان جا سکتی ہیں۔ بلکہ قبروں کی زیارت کرنا مستحسن اور مستحب امر ہے بشرطیکہ شرعی آداب و حدود کو ملحوظ رکھا جائے۔ یعنی ستر و حجاب کی پابندی کی جائے' گریہ زاری سے گریز کیا جائے۔ اگرچہ پہلے مردوں اور عورتوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا گیا تھا لیکن بعد ازاں یہ ممانعت ختم کر دی گئی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا' اب ان کی زیارت کیا کرو۔'' (مسلم:۲۲۶۰)

ایک حدیث میں اس کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دہانی پیدا ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ:۱۵۷۱)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا لیکن اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ ایسا کرنے سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے' آنکھیں پرنم ہوتی ہیں اور آخرت کی یاد آتی ہے۔'' (مستدرک حاکم:۱' ص ۳۷۶)

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ جس طرح ممانعت مرد و زن دونوں کے لیے تھی اسی طرح زیارت قبور کا حکم بھی دونوں کے لیے ہے۔ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں خواتین کو بھی ان کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی مردوں کو ہے۔ لہٰذا اگر خواتین ان مقاصد کے حصول کے لیے قبرستان جانا چاہیں تو انہیں کیونکر روکا جا سکتا ہے۔ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قبروں کی زیارت کے وقت کونسی دعا پڑھیں' تو آپ ﷺ نے انہیں زیارت قبور کی مسنون دعا سکھائی۔ (مسلم' الجنائز:۲۲۵۶)

اگر عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا منع ہوتا تو آپ ﷺ واضح طور پر انہیں دعا سکھانے کی بجائے کہہ دیتے کہ قبروں کی زیارت جائز نہیں' اس سے بھی زیارت قبور کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف یہی ہے کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر کی زیارت سے واپس آئیں تو کسی نے آپ سے کہا کہ عورتوں کے لیے تو قبروں کی زیارت کرنا درست نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کی اجازت فرما دی تھی۔ (مستدرک الحاکم:۱' ص ۳۷۶)

البتہ انہیں خاوند کی اجازت لے کر جانا چاہیے اور بار بار جانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم!

دعا کے فرد اور معاشرے پر اثرات

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر علی الحذیفی حفظہ اللہ

مترجم: جناب محمد ہاشم یزمانی / جناب محمد اجمل بھٹی
نظرثانی: جناب حافظ یوسف سراج
تاریخ: 29 ربیع الثانی 1438ھ / بمطابق 27 جنوری 2017ء

حمد وثناء کے بعد:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے کما حقہ ڈرتے رہو، تقویٰ اختیار کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں خیر و بھلائی عطا کرتا ہے اور تقویٰ سے روگردانی کرنے والا شخص اگرچہ دنیاوی مال و متاع بے شمار میسر رکھتا ہو، لیکن انجام کار کے اعتبار سے بدبخت ہی رہتا ہے۔

اے مسلمانو! دنیا اور آخرت کی سعادت و خوش بختی کے اسباب و وسائل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، اسی طرح اس نے بدبختی کا سبب بننے والے اعمال کو بھی خوب وضاحت سے بیان فرما دیا ہے۔ چنانچہ جو شخص خیر و فلاح کے اسباب اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا بھی سدھار دیتا ہے اور اسے آخرت میں بھی اتنا شاندار نتیجہ نصیب ہوگا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نعمت بھرے باغات میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اسے بدرجہ اتم حاصل ہوگی۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔'' (الرحمن)

دوسری طرف برائی کے اسباب اپنانے والے شخص کو اس دنیا میں بھی اس کی سزا بھگتنا پڑے گی اور مرنے کے بعد بھی اس کا وبال اس پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

''انجام نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی حامی و مددگار نہ پا سکے گا۔'' (النساء)

آگاہ رہیے! خیر و برکت، نیکی، اصلاح، نیک اعمال کے تسلسل، اچانک مصیبتوں اور حادثات سے بچاؤ اور نازل شدہ تکالیف و آلام کو رفع کرنے کے اسباب میں سے ایک اہم ترین سبب یہ ہے کہ مکمل اخلاص، حضورِ قلبی اور عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دعا بہت پسند ہے اور اس نے خود ہی اس کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

ہر طرح کے حالات میں دعا کا فائدہ مسلمہ ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔'' (غافر)

دعا بھی عبادت کی ایک قسم ہے، سنن ابوداؤد اور ترمذی میں حدیث ہے کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''دعا عین عبادت ہے۔'' امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' قرار دیا ہے۔

دعا انسان کے دینی دنیاوی، زندگی اور موت کی تمام کامیابیوں کا بہترین ذریعہ ہے۔ دعا کے بے شمار اور عظیم فوائد کے پیش نظر ہی اللہ تعالیٰ نے فرض عبادات میں دعاؤں کو پڑھنا واجب یا مستحب قرار دیا ہے۔

اسی طرح جامع ترمذی اور صحیح ابن حبان میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا کا مقام و مرتبہ سب سے زیادہ ہے۔''

ہر وقت اور ہر حال میں دعا کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے بہت عظیم کر رکھا ہے۔

دعا انسان کے دینی دنیاوی، زندگی اور موت کی تمام کامیابیوں کا بہترین ذریعہ ہے۔ دعا کے بے شمار اور عظیم فوائد کے پیش نظر ہی اللہ تعالیٰ نے فرض عبادات میں دعاؤں کو پڑھنا واجب یا مستحب قرار دیا ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے رحمت و شفقت، فضل اور احسان واضح طور پر عیاں ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ان اسباب کے بارے میں تعلیمات نہ دیتا تو ہم اپنی عقل و دانست سے یہ اسباب اختیار نہ کر سکتے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہیں وہ کچھ سکھا دیا گیا ہے جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔'' (الانعام)

عصرِ حاضر میں تو بالخصوص دعا کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے، کیونکہ نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ تباہ کن حادثات اور مصائب نے مسلمانوں کو پریشان کر رکھا ہے اور ایسے ایسے بدعتی فرقوں نے جنم لے لیا ہے کہ جو مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ لوگوں کا ناحق خون بہانا اور ان کے مال ہڑپ کرنا ان کی عادت بن چکی ہے۔ علم اور اہل علم سے بے رخی ان کی سرشت میں ہے اور جہالت و گمراہی پر مبنی فتوے دے کر لوگوں کو گمراہ کرنا ان کا وتیرہ ہے۔

دشمنانِ اسلام نے دین حنیف کے خلاف اتحاد کر لیا ہے، اہل ایمان کے خلاف ان کی سازشیں عروج پر ہیں، جبکہ مسلمانوں کی باہمی کیفیت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے تعاون سے کنارہ کشی اور اختلاف و افتراق کا شکار ہیں، امت مسلمہ کے بہت سارے افراد جلا وطنی کی صعوبتوں سے دوچار ہیں۔ ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ اپنی فراخی کے باوجود ان پر زمین تنگ ہو چکی ہے اور انہیں طرح طرح کے نقصانات کا سامنا ہے۔ ان تمام حالات میں تو دعا کی ضرورت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے، کیونکہ تعصب اور فرقہ پرستی کی آگ نے مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور مختلف فتنے معاشرے کو اپنے مضبوط پنجوں میں جکڑ چکے ہیں۔ جو لوگ مصیبت اور سخت حالات میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اس کے سامنے گڑگڑاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔ سیدنا آدم اور اماں جی حوا علیہما السلام کا قول اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے:

''اے رب! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا، اب اگر

نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔'' (الاعراف)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے، اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ انہیں خوش خبری دے دو کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اُس کی رحمت اُن پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رَو ہیں۔'' (البقرۃ)

سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''آخر کو اُس نے تاریکیوں میں پکارا ''نہیں ہے کوئی معبود مگر تُو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا۔'' (الانبیاء)

مسند احمد اور جامع ترمذی میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مچھلی کے پیٹ میں سیدنا یونس علیہ السلام نے جو دعا کی تھی، ان کلمات کے ذریعے سے اگر کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنو ثقیف قبیلے کو اسلام کی دعوت دی تو ان بدبختوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ٹھکرا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی سنگ باری کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑیاں مبارک لہولہان ہو گئیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے جو جملے ارشاد فرمائے، وہ کچھ یوں تھے:

''اے اللہ! اپنی کمزوری، بے کسی اور لوگوں کے ہاں اپنی کم مائیگی کا شکوہ میں تجھ سے ہی کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو مجھے کس کے سپرد کر رہا ہے؟ کسی ترش رو دور والے کے حوالے کرے گا یا حملہ آور دشمن کے سپرد؟ اگر تو مجھ پر ناراض نہیں تو مجھے کسی چیز کی پروا نہیں، تیری عافیت میرے لیے سب سے وسیع اور کشادہ چیز ہے، تیرے چہرے کے نور نے ہمارے اندھیرے ختم کر دیئے ہیں اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا مدار اسی پر ہے، میں تیرے چہرے کے اسی نور کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ مجھے تیرا غصہ یا ناراضگی پہنچے، میں تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں، یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف تو ہی بخشتا ہے۔''

اگر مشکلات اور مصائب کو دور کرنے میں کوئی ناکام رہے تو کم از کم دعا کے ذریعے ان مصائب کی سختی کی شدت کو کم تو کیا جا سکتا ہے۔ صحیح ابن حبان میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعا میں اتنی طاقت ہے کہ یہ تقدیر کو بھی بدل سکتی ہے، نیکی سے انسان کی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اپنے گناہ کی بدولت انسان کو رزق سے محرومی کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔''

جامع ترمذی اور مستدرک حاکم میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے سے اتری مصیبتیں ہوں یا آئندہ آنے والی آفت ہو، ہر دو حالتوں میں دعا بڑی ہی فائدہ مند ہوتی ہے، چنانچہ اے اللہ کے بندو! دعا کیا کرو۔''

بخاری اور مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بارے میں میرا بندہ جیسا گمان کرتا ہے، مجھے ویسا ہی پاتا ہے، جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو مجھے اپنے ساتھ پاتا ہے۔''

دعا کی یہی فضیلت کافی ہے کہ دعا کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ مصائب، فتنوں اور مشکلات کے وقت بھی جو لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اِن کا حال تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں تکلیف میں مبتلا کیا، پھر بھی یہ اپنے رب کے آگے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کرتے ہیں۔'' (المومنون)

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تم سے پہلے بہت سی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے اور اُن قوموں کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کے ساتھ ہمارے سامنے جھک جائیں۔ پس جب ہماری طرف سے ان پر سختی آئی تو کیوں نہ انہوں نے عاجزی اختیار کی؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو خوب کر رہے ہو۔'' (الانعام)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

''کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں نبی بھیجا ہو اور اُس بستی کے لوگوں کو پہلے تنگی اور سختی میں مبتلا نہ کیا ہو اس خیال سے کہ شاید وہ عاجزی پر اتر آئیں۔'' (الاعراف)

مشکل حالات کے باوجود دعا ترک کرنے کا مطلب ہے کہ انسان گناہوں پر اصرار کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت کو کوئی وقعت نہیں دے رہا، جبکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

''درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔'' نیز فرمایا:

''اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔'' (ھود)

خیر و برکات کے حصول، دعا کرنے والے اور معاشرے کو برائی اور نقصان سے بچانے کا بہترین ذریعہ دعا ہی ہے۔

نازل شدہ مصیبت اور مشکلات سے نکلنے کا سب سے زبردست ذریعہ دعا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''یہی (ہوش مندی اور حکم و علم کی نعمت) ہم نے ایوبؑ کو دی تھی یاد کرو، جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے، ہم نے اس کی دُعا قبول کی اور جو تکلیف اُسے تھی اس کو دُور کر دیا، اور صرف اس کے اہل و عیال ہی اس کو نہیں دیے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیے، اپنی خاص رحمت کے طور پر، اور اس لیے کہ یہ ایک سبق ہو عبادت گزاروں کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مچھلی کے پیٹ میں سیدنا یونس علیہ السلام نے جو دعا کی تھی، ان کلمات کے ذریعے سے اگر کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

فرمایئے۔'' (الانبیاء)

اسی طرح اللہ کا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اُسے پکارے۔'' (النمل)

یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں کرسکتا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

''صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں کون تمہیں خطرات سے بچاتا ہے؟ کون ہے جس سے تم (مصیبت کے وقت) گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو؟ کس سے کہتے ہو کہ اگر اس بلا سے تو نے ہم کو بچا لیا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔'' (الانعام)

تمام معاملات کی اصلاح احوال کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کریں، اپنی ضروریات اور حاجات اسی کے سامنے پیش کرے، اپنی ہر ضرورت کا اسی سے سوال کرے۔ یاد رہنا چاہیے کہ انسان کی سب سے بڑی مطلوبہ ترین چیز جنت کا حصول اور جہنم سے نجات ہے۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے ان کے جنہیں میں ہدایت عطا کروں، چنانچہ مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے ان کے جنہیں میں کھلا دوں، چنانچہ تم مجھ سے کھانا طلب کیا کرو، میں تمہیں کھانا عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب لباس سے محروم ہو سوائے ان کے جنہیں میں لباس عطا کردوں، چنانچہ تم مجھ سے لباس مانگو، میں تمہیں پہننے کے لیے لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات غلطیاں کرتے ہو اور میں سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں، چنانچہ مجھ سے مغفرت طلب کیا کرو تاکہ میں تمہیں بخش دوں۔''

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے فرماتا ہے کہ ہدایت، کھانے، لباس اور مغفرت کا سوال تم مجھ سے ہی کرو۔''

حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان کو اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے رب سے ہی مانگنی چاہیے یہاں تک کہ وہ اپنے جوتے کا تسمہ اور کھانے کا نمک بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے۔

کتنی ہی دعائیں ہیں کہ جنہوں نے تاریخ انسانی کو برائی سے اچھائی اور خوب سے خوب تر کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور اے رب! ان لوگوں میں خود انہیں کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو، جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔'' (البقرۃ)

تمام معاملات کی اصلاح احوال کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کریں، اپنی ضروریات اور حاجات اسی کے سامنے پیش کرے، اپنی ہر ضرورت کا اسی سے سوال کرے۔

مسند احمد میں سیدنا ابو امامہ کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: ''آپ کے نبوت والے معاملے کا آغاز کیسے ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی خوش خبری کا نتیجہ ہوں اور میری والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ ان سے ایسا نور پھوٹا کہ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔''

سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا توحید پرستوں اور ایمان والوں کے لیے باعث خیر و نجات جبکہ مشرکین کے لیے باعث شر اور ہلاکت تھی۔ آخری زمانے میں جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کو وطور پر گھیر لیے جائیں گے تب سیدنا عیسیٰ اللہ تعالیٰ سے جو دعا فرمائیں گے وہ دعا مسلمانوں کے لیے نصرت و مدد کا ذریعہ جبکہ ٹڈیوں کی طرح پھیلے ہوئے یاجوج ماجوج کے لیے تباہی اور بربادی کا سبب ہو گی۔ اپنی خلقت اور عادات کے لحاظ سے یاجوج و ماجوج بدترین مخلوق ہے اور سب سے زیادہ فساد پھیلانے والی طاقتور اور سرکش جماعت ہے۔

میدانِ بدر میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے جس عاجزی اور انکساری سے اللہ سے دعا مانگی تھی، اس نے ہمیشہ کے لیے اسلام کو نصرت جبکہ کفر کو دائمی رسوائی اور شکست عطا کی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''وہ موقع یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو جواب میں اس نے فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔'' (الانفال)

میدانِ بدر میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اتنی گڑگڑا کر دعا مانگی کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک سرک گئی، اسی حالت میں پیچھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لپٹ کر فرمایا: اے اللہ کے رسول! اب بس کیجئے، اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ نے جس انداز میں دعا فرمائی ہے، اب اللہ آپ کو بالیقین فتح نصیب فرمائے گا۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! خوش ہو جاؤ، دیکھو کہ جبریل امین آئے ہیں اور فرشتوں کی باقاعدہ صف بندی کر رہے ہیں اور ان کے سامنے والے دانتوں پر گرد چمک رہی ہے۔''

آپ ﷺ سے قبل کسی بھی نبی کے شانہ بشانہ کبھی فرشتوں نے جہاد میں حصہ نہیں لیا، آپ ﷺ کے فضل و کمال، قوتِ یقین اور مضبوط توکل اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے کمال اخلاص کی بدولت یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے صرف رسول اللہ ﷺ ہی کو عطا فرمایا۔

حق کی نصرت اور باطل کی بربادی کی دعا کرنا ایک طرح سے اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، رسول، ائمہ اسلام اور عوام الناس سے خیر خواہی ہی ہے۔ دعاء سے بے رغبتی اور اسے ترک کرنے والا انسان دنیا اور آخرت میں گھاٹے میں رہے گا' اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اس کی جو ذمہ داری تھی، اس نے وہ بھی نہیں نبھائی۔ حدیث شریف میں آتا ہے: ''جو شخص مسلمانوں کے معاملات کو اہمیت نہیں دیتا، وہ ان میں سے نہیں۔'' دعا کے اثرات، فوائد، برکات اور پاکیزہ نتائج کو اگر ہم شمار کرتے جائیں تو بات بہت طویل ہو جائے گی، لہٰذا چند اشارے ہی کافی ہیں۔

دعاء کی کچھ شروط اور آداب بھی ہیں، دعا کی

شرطوں میں سے ایک شرط ہے کہ دعا کرنیوالے کا کھانا اور اس کا لباس حلال کی کمائی سے ہو، کیونکہ نبی ﷺ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''اے سعد! اپنے کھانے کو پاکیزہ بنا لے، تیری دعا کو شرف قبولیت سے نوازا جائے گا۔

قبولیت دعا کی شرطوں میں سے ایک شرط سنت نبوی سے پختہ وابستگی ہے اور اوامر الٰہی پر عمل کر کے منع کردہ کاموں سے اجتناب کر کے احکامات الٰہی کی پابندی کرنا بھی قبولیت دعا کی شروط میں شامل ہے کیونکہ جو بندہ حکم الٰہی کو تسلیم کر لے اللہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''اے نبیؐ! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اُس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں، لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں، یہ بات تم اُنہیں سنا دو، شاید کہ وہ راہ راست پالیں۔'' (البقرۃ)

اور فرمایا:

''وہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دیتا ہے۔'' (الشوریٰ)

مظلوم انسان کافر ہو یا نافرمان بدعتی، اس کی دعا بھی قبول کیجاتی ہے۔ قبولیت دعا کی شروط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا کرنیوالے کا دل اخلاص سے لبریز ہو اور دعا پوری طرح دل سے کی جائے۔ دعا میں شوق، رغبت اور اللہ سے سچی التجاء بھی شامل ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''(پس اے رجوع کرنے والو) اللہ ہی کو پکارو اپنے دین کو اُس کے لیے خالص کر کے، خواہ تمہارا یہ فعل کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔'' (غافر)

حدیث نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ بے توجہ، لاپروا اور غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ قبولیت دعا کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ دعا گناہ، قطعی رحمی اور ظلم وزیادتی پر مشتمل نہ ہو۔

دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں، اس کے اسمائے حسنیٰ اور عالی صفات کے ساتھ کی جائیں اور نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجا جائے۔ امام ابوداؤد، ترمذی، ان ماجہ، ابن حبان اور امام حاکم نے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا جو کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز جس کی نہ اولاد ہے اور نہ ہی والدین اور جس کی کوئی بھی برابری کرنے والا نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے اسم اعظم کے ذریعے سوال کیا ہے کہ جب اس کے ذریعے سوال کیا جائے تو وہ عطاء کر دیتا ہے اور دعا کی جائے تو دعا قبول فرماتا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے سیدنا فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور نماز پڑھنے لگا اور دعا کی کہ ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحمت نازل فرما، نبی ﷺ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: تو نے جلد بازی سے کام لیا۔ جب تو نماز پڑھنے لگے تو اللہ کی حمد وثناء بیان کر اور مجھ پر درود بھیج پھر اللہ سے دعا کر۔''

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں، جب تک نبی ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے بندے کی دعا زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

دعاء کے آداب اور قبولیت کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ بندہ دعاء قبول ہونے کی جلدی نہ کرے بلکہ صبر سے کام لے اور مسلسل دعاء کرتا رہے۔ کیونکہ بخاری ومسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ جب تک تم میں سے کوئی شخص دعا میں جلد بازی نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ میں نے دعا تو مانگی مگر قبول نہیں ہوئی تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

ہمیشہ دعا کرنے سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ترمذی کی حدیث ہے کہ سطح زمین پر جب کوئی مسلم بندہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے یا پھر اس دعاء کے بقدر اس سے مصیبت ٹل جاتی ہے، جب تک بندہ گناہ یا قطع رحمی والی دعا نہ کرے۔ ایک آدمی نے کہا، پھر تو ہم اور زیادہ دعا کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں مزید نوازے گا۔''

امام حاکم نے سیدنا ابوسعید کی روایت نقل کی ہے کہ ''بندے کی دعا کے بقدر اس کیلئے آخرت میں اجر ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔''

ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ قبولیت دعا کے اوقات تلاش کرے کیونکہ ترمذی نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا زیادہ قبول کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد کی گئی دعا قبول کی جاتی ہے۔''

بخاری ومسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''رات کے آخری حصے میں ہمارا رب کریم آسمان دنیا پر آتا اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی دعا کرنیوالا جس کی میں دعا قبول کروں، ہے کوئی سوالی جسے میں عطا کروں، ہے کوئی بخشش کا طلبگار کہ میں اسے بخش دوں۔''

اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی، امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حالت سجدہ میں بندہ اپنے رب کے قریب ترین ہوتا ہے، اسی لیے کثرت سے دعا کیا کرو۔''

بیت اللہ کی زیارت، بارش کے نزول، پریشان حال کی، قرآن مجید کی تلاوت کی تکمیل اور صدقہ کرنے کے بعد بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

جس آدمی کا دل اللہ کا فرماں بردار ہے، وہ آدمی کتنا ہی باسعادت، کامیاب اور کس قدر اجر وثواب کا حامل ہے۔ کیونکہ ایسا آدمی اللہ سے دعا بھی کرتا ہے، پر امید بھی رہتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے اور اسی سے ہی مدد کا طلبگار رہتا ہے اور مکمل خضوع اور دلی لگن سے اللہ سے دعا کرتا ہے۔ جو آدمی قبروں اور ان میں دفن شدہ بندوں سے دعا

کرے، یا پھر انبیاء کرام اور اولیاء سے دعا مانگے یا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے، یا کسی مقرب فرشتے کو اپنا حاجت روا جانے، یا پھر کسی نبی کو اپنا مشکل کشا سمجھے تو وہ بہت بڑا شرک وکفر کرتے ہوئے بدبختی میں بڑھ رہا ہے، کیونکہ انبیاء کرام تو یہ دعوت دیتے رہے کہ دعا صرف اللہ سے ہی کرو اور محض اسی کی ہی عبادت کرو۔

ہمارے لیے فرمانِ الٰہی یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال ایسے درست کریں جیسے اولیاء کرام نے کیے اور ان سے محبت کرتے ہوئے ان کی اقتداء کریں' لیکن اولیاء کرام سے دعا مانگنے سے ہمیں منع کر دیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، لہٰذا اُن میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔'' (الجن)

''اے نبیؐ! کہو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔'' (الجن)

غائب اور فوت شدگان میں سے کوئی بھی دعا قبول کرنے کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ قبولیت دعا کی طاقت صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''اسی کو پکارنا برحق ہے' رہی وہ دوسری ہستیاں جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ اُن کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں' اُنہیں پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اُس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا، حالانکہ پانی اُس تک پہنچنے والا نہیں' بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی کچھ نہیں ہیں مگر ایک تیر بے ہدف۔'' (الرعد)

اور فرمایا:

''آخر اُس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اِس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے اُن کو پکار رہے ہیں۔ جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اُس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔'' (الاحقاف)

اللہ تعالیٰ نے اپنے افعال اور تدابیر کے متعلق فرمایا:

''وہ دن کے اندر رات کو اور رات کے اندر دن کو پروتا ہوا لے آتا ہے چاند اور سورج کو اُس نے مسخر کر رکھا ہے یہ سب کچھ ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے وہی اللہ (جس کے یہ سارے کام ہیں) تمہارا رب ہے بادشاہی اسی کی ہے اُسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پرکاہ کے مالک بھی نہیں ہیں۔ انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے اور سن لیں تو ان کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے' حقیقت حال کی ایسی صحیح خبر تمہیں ایک خبردار کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔'' (فاطر)

اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کسی سے بھی دعا کرنے کی اجازت نہیں دی، خواہ وہ کوئی کتنا ہی اللہ کا مقرب کیوں نہ ہو۔ ارشادِ ربانی ہے:

''مسیح نے کہا تھا کہ ''اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب بھی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اُس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔'' (المائدۃ)

اور فرمایا:

''وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنا لو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جب کہ تم مسلم ہو۔'' (آل عمران)

امام بخاری نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو حالت شرک میں فوت ہوا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

اے مسلمان! قرآن مجید اور احادیث رسول وضاحت کرتے ہیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور یہ عبادت صرف اللہ کی ہی کی جانی چاہیے۔ یہ بندوں پر اللہ کا حق ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کریں۔ جس نے دعا میں اللہ کا کسی کو شریک ٹھہرایا اس نے شرک اکبر کا ارتکاب کیا۔ یاد رکھو! شرک اور کفر میں کسی کی بھی تقلید نہ کرو کیونکہ اولادِ آدم نے شرک اور کفر کا ارتکاب دیکھا دیکھی ہی کیا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

''بولو، یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اُس درخت کو ظالموں کے لیے فتنہ بنا دیا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے۔ اُس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر۔ جہنم کے لوگ اُسے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس پر پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ اس کے بعد ان کی واپسی اُسی آتش دوزخ کی طرف ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا۔ اور انہی کے نقش قدم پر دوڑ چلے۔'' (الصافات)

ارشادِ ربانی ہے:

''اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا' زمین میں فساد برپا نہ کرو جبکہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے اور خدا ہی کو پکارو خوف کے ساتھ اور طمع کے ساتھ، یقیناً اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں سے قریب ہے۔'' (الاعراف)

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

بندگانِ الٰہی! اللہ کی طرف رغبت رکھنے والے اور ہمیشہ اس سے دعا مانگنے والے بن جاؤ، دعا کرنیوالے کو کبھی شرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، جو اللہ سے امیدیں وابستہ کر لے وہ کبھی محروم نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میرے بندے کا میرے بارے میں جیسا گمان ہوتا ہے، وہ مجھے ویسا ہی پاتا ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''مجھے دعا کی قبولیت کی فکر لاحق نہیں ہوتی بلکہ مجھے تو یہ فکر ہوتی ہے کہ دعا کی توفیق مل جائے۔ چنانچہ دعا کی توفیق مل گئی تو اللہ تعالیٰ اسے قبول بھی فرما لے گا۔''

ہر انسان کی نت نئی ضروریات ہوتی ہیں، ہر انسان اپنے رب سے بھلائی کا سوال کرے اور ہر بدی سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔ عظیم ترین دعا اللہ کی رضامندی اور حصول جنت کی دعا ہے اور عظیم ترین پناہ جہنم سے پناہ ہے۔

مسلمان کو چاہیے کہ اپنی ہر ضرورت کے وقت رب سے التجا کرے کیونکہ اللہ ہی غنی، لائق تعریف اور باعزت، سخی، عظیم اور قدرت والا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا، اے میرے بندے! اگر تمہارا پہلا اور آخری آدمی، تمام انسان اور جن ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور سب بیک وقت مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کے سوال

ظل اور بروز کی حقیقت

تحریر: جناب مولانا عبید اللہ لطیف (فیصل آباد)

محترم قارئین! آنجہانی مرزا قادیانی نے جہاں دیگر کئی دعوے کیے وہیں اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی ذریت مرزا قادیانی کو ظلی اور بروزی نبی بھی تسلیم کرتی ہے۔

قبل اس کے کہ مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کی حقیقت کو جانچا جائے عقیدہ ختم نبوت کے بارے قرآن وحدیث کی روشنی میں چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

اللہ رب العزت نے اپنے تمام انبیاء ورسل کو ایک جگہ جمع کر کے وعدہ لیا کہ اگر تمھاری نبوت کے دوران میرا آخری نبی آجائے تو تمہیں نہ صرف اس پر ایمان لانا ہوگا بلکہ ہر طرح سے اس کی مدد بھی کرنا ہوگی۔ یعنی اس کے دور نبوت میں تمھاری نبوت نہیں چل سکے گی۔ اس بات کا تذکرہ رب ذوالجلال نے قرآن مقدس میں اس طرح کیا ہے کہ

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝﴾ (ال عمران)

''جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت سے دوں، پھر تمھارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا: ہمیں اقرار ہے۔ فرمایا: تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں متقین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے جن چیزوں کو ایمان کی شرائط کے طور پر بیان کیا ہے، ان میں سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان پر نازل ہونے والی کتب، نبی رحمت ﷺ اور قرآن مقدس پر ایمان لانا ہے۔ اگر کوئی نبی بعد میں بھی آنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہاں پر اس کا تذکرہ ضرور فرما دیتے۔ جہاں تک تعلق ہے عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا تو وہ بطور امتی ہی نازل ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ)

''اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ پر اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے پیارے پیغمبر سید الاولین والآخرین امام الانبیاء، خاتم النبیین ﷺ کا نام لے کر آپ کو آخری نبی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب)

''تمہارے مردوں میں سے محمد (ﷺ) کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔''

ان تمام آیات کریمہ سے مسئلہ ختم نبوت بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ یہاں پر یہ بھی یاد رہے کہ منکرین ختم نبوت ''خاتم النبیین'' کا معنیٰ ''نبیوں پر مہر لگانے والا'' کرتے ہیں۔ اگر یہ مفہوم تسلیم کر لیا جائے تو معنیٰ یہ کرنا پڑے گا کہ نبی رحمت ﷺ نے پہلے انبیاء کی تصدیق وتائید کر کے ان پر مہر لگا دی۔ بعد میں نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو تو آپ نے کذاب اور دجال قرار دیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خاتم النبیین کا صحیح مفہوم تو نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہی بنتا ہے، کیونکہ نبی رحمت نے اپنے فرامین میں [لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ] کہہ کر اس مفہوم کو واضح کر دیا ہے۔

آیئے! ذرا ان فرامین نبویہ ﷺ کا بھی مطالعہ کریں جن میں عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت موجود ہے:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ] (صحيح بخاري)

''یعنی میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا۔ اور میں ''عاقب'' ہوں یعنی خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نیا نبی دنیا میں نہیں آئیگا۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا، وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ " قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ، جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ] (مسلم)

''میری مثال اور دوسرے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو کمال و تمام تک پہنچایا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔

خاتم النبیین کا صحیح مفہوم تو نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہی بنتا ہے، کیونکہ نبی رحمت نے اپنے فرامین میں لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کہہ کر اس مفہوم کو واضح کر دیا ہے۔

لوگوں نے اس کے اندر جانا شروع کیا تو تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے: کاش! یہ اینٹ کی جگہ بھی خالی نہ ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ میں آیا اور پیغمبروں کی آمد کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ سب انبیاء پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ.] (متفق عليه)

''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قریباً تیس دجال وکذاب پیدا نہ ہوجائیں۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔''

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

[وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلاَثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الحَقِّ -قَالَ ابْنُ عِيسَى: "ظَاهِرِينَ" ثُمَّ اتَّفَقَا- لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ.] (ابوداود)

''جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو وہ اس سے روز قیامت تک نہ اٹھائی جائے گی اور قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ میری امت کے بعض قبائل مشرکوں کے ساتھ نہ مل جائیں اور بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں۔ بے شک عنقریب میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے' ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ جبکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر رہے گا اور وہ غالب ہوں گے۔ جو ان کی مخالفت کریں گے وہ ان کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے حتی کہ اللہ کا حکم آجائے۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

[خَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: "أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي".] (بخاري ومسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ جب آپ ﷺ غزوہ تبوک کو تشریف لے گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھ کو عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس بات پر خوش نہیں کہ تمھارا درجہ میرے ہاں ایسا ہی ہو جیسے ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے۔ جب بھی ان کا کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر نائبین بکثرت ہوں گے۔'' (بخاری)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

[كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ.]

''بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے۔ جب بھی ان کا کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر نائبین بکثرت ہوں گے۔'' (بخاری)

ایک اور حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ.] (الترمذي)

''رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے' میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔''

اس حدیث مبارکہ میں نبی اور رسول دونوں کی نبی آخر الزمان ﷺ کے بعد آنے کی نفی کی گئی ہے۔ آیئے! ذرا اس بات پر غور کریں کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہوتا ہے:

اس ضمن میں اس دور کے سب سے بڑے کذاب داعی نبوت مرزا قادیانی کا اپنا بیان قابل توجہ ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی رقم طراز ہے:

''خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبریل نازل ہوتی ہے۔'' (ازالہ اوہام)

قادیانی دجال نبی کی تعریف میں یوں رقم طراز ہے کہ

''نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لیے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع ہو۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

محترم قارئین! قادیانی دجال کے مندرجہ بالا بیانات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول صاحب شریعت کا متبع ہوتا ہے اور نہ ہی وہ نئی شریعت اپنے ساتھ لاتا ہے۔ ان دونوں معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حدیث کے الفاظ پر توجہ دیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نہ صاحب شریعت نبی آسکتا ہے اور نہ ہی صاحب شریعت رسول' رسول اور نبی دونوں کے آنے کی نفی کی گئی ہے۔

محترم قارئین! ان تمام احادیث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ بمطابق فرمان نبوی کذاب و دجال ہوگا (اسی لیے ہم بھی آئندہ صفحات میں مرزا قادیانی کو قادیانی کذاب اور قادیانی دجال کے نام سے لکھیں اور پکاریں گے)۔ اگر کوئی انسان اتنے واضح اور بین دلائل کے باوجود عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہوتا ہے اور نبی رحمت ﷺ کے بعد کسی اور کو شریعتی یا غیر شریعتی، ظلی یا بروزی نبی مانتا ہے تو وہ نہ صرف

کھلم کھلا قرآن و حدیث کا انکار کرتا ہے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہے، کیونکہ اس پر اجماع صحابہ اور اجماع امت ہے، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ دور نبوی میں ہی جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کو نبی مانتا ہوں لیکن اس نبوت میں میں بھی حصہ دار ہوں۔ آدھی زمین نبوت کے لیے میری ہے اور آدھی آپ کی تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں اسے کذاب کے لقب سے پکارا اور پھر طلیحہ اسدی جس نے کلمہ بھی پڑھا تھا اور شرف صحابیت بھی حاصل ہوا لیکن بعد میں مرتد ہو کر دعویٰ نبوت کر دیا تو دور صدیقی میں ان مرتدین کے خلاف کھلا اعلان جنگ کیا گیا اور ان سے کئی جنگیں ہوئیں۔ جس کے نتیجہ میں سینکڑوں صحابہ کرام اور امت مسلمہ کے جرنیل صحابہ شہید ہوئے۔ مسیلمہ کذاب کو وحشیؓ بن حرب نے واصل جہنم کیا اور طلیحہ اسدی سچی توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ نیز نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی یمن میں اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کیا تو حکم نبویؐ کے تحت اسے [illegible] نے واصل جہنم کیا۔ الغرض یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ اب جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ دجال اور کذاب ہوگا وہ اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوں گے اور ایسے لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے جو سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے دور خلافت میں کیا۔

اب جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ دجال اور کذاب ہوگا وہ اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوں گے اور ایسے لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے جو سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے دور خلافت میں کیا۔

محترم قارئین! اب آتے ہیں مرزا قادیانی کے ظلی اور بروزی نبی ہونے کے دعوے کی طرف۔ لہٰذا مرزا قادیانی کے اس دعوے کو جانچنے کے لیے ضروری ہے کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ مدعی کے نزدیک ظل اور بروز کی تعریف کیا ہے اور اس نے کن الفاظ میں اپنا یہ دعویٰ بیان کیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی رقمطراز ہے کہ

''عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔ جیسا کہ جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو۔ اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔''

(کشتی نوح، مندرجہ روحانی خزائن)

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریر کا غور سے مطالعہ کریں کہ کس طرح اس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کا ظل اور بروز ثابت کرنے کے لیے آئینے کی مثال پیش کی ہے۔ آنجہانی مرزا قادیانی کی طرف سے کی گئی ظل اور بروز کی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے جائزہ لیں گے کہ کیا مرزا قادیانی نبی کریم ﷺ کا ظل اور بروز ہے یا کہ اس کے برعکس نبی آخر الزماں ﷺ کا متصادم؟ جبکہ اسکا دعویٰ تو یہ بھی ہے کہ وہ خود محمد رسول اللہ ہے۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہے کہ

''جس نے مجھ میں اور محمد مصطفیٰ (ﷺ) کے درمیان فرق کیا اس نے مجھے نہیں پہچانا۔''

(خطبہ الہامیہ مندرجہ روحانی خزائن)

قادیانی دجال مزید لکھتا ہے کہ

''پھر اسی کتاب میں یہ وحی ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ﴾ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو 557 براہین میں درج ہے۔'' دنیا میں ایک نذیر آیا'' اس کی دوسری قراءت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن)

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے کہ

''مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے، مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں، اور نہ ہی اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بار بار بتلا چکا ہوں، میں بموجب آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ؛ وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ﷺ ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد ہی تک محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ﷺ ہی نبی رہے اور نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے، میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن)

ایک اور جگہ یہ کذاب قادیانی لکھتا ہے کہ

''نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لیے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لیے بلکہ اسی کے جلال کے لیے۔ اس لیے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی۔ گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔۔۔۔۔۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے۔ گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ

محمد (ثانی) (مرزا قادیانی) اسی محمد کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ' مندرجہ روحانی خزائن)

محترم قارئین! بعض لوگ قادیانیوں کے کلمہ پڑھنے سے بھی دھوکا میں آجاتے ہیں کہ دیکھیں جی یہ بھی تو کلمہ پڑھتے ہیں لہٰذا یہ بھی مسلمان ہی ہیں۔ حالانکہ قادیانی گروہ کلمہ میں جب ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کے الفاظ ادا کرتا ہے تو ان کا مقصد نبی آخر الزمان ﷺ نہیں ہوتا بلکہ مرزا قادیانی ہوتا ہے، جیسا کہ ہم مندرجہ بالا تحریروں میں مرزا قادیانی کے دعویٰ سے ثابت کر آئے ہیں۔

آیئے! قادیانی کلمہ کی حقیقت مزید جاننے کے لیے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کی درج ذیل عبارت کو بھی ملاحظہ کریں:

''ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: [صار وجودی وجودہ] نیز [من فرق بینی و بین المصطفی فما عرفنی وما رای] اور یہ اس لیے ہے کہ حق تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت [آخرین منھم] سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز)

شاعری اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

محترم قارئین! آپ نے قادیانی دجال کی مندرجہ بالا تحریریں پڑھ لیں کہ کس طرح اس نے ظل اور بروز کا ڈھونگ رچا کر اپنے آپ کو معاذ اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ اگر ہم اس قادیانی کی ظلی اور بروزی کی تعریف کو مدنظر رکھیں تو (''جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو، اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔'' (کشتی نوح' روحانی خزائن)

ثابت ہوتا ہے کہ محمدی نبوت اور وحی نبوت میں شاعری کا کوئی عمل دخل نہیں۔ قرآنی آیات پر جب مشرکین نے الزام لگایا کہ یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ کسی کاہن کا قول اور کسی شاعر کی شاعری ہے تو فوری طور پر رب کائنات نے اس کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الحاقۃ)

یہ کسی شاعر کا قول نہیں (افسوس) تمہیں بہت کم یقین ہے اور نہ کسی کاہن کا قول ہے (افسوس) تم بہت کم نصیحت لے رہے ہو۔ یہ تو رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ﴾ (یٰس)

''یعنی اور ہم نے اسے (محمد رسول اللہ ﷺ کو) شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ یہ کام اس کی شان کے مطابق تھا۔ (تفسیر صغیر سورۂ یٰسین از میاں محمود بشیر الدین ابن مرزا قادیانی) .....(جاری ہے)

بقیہ رب کائنات کی اپنے بندوں سے محبت

جس کا حل اللہ کی ذات مبارکہ پر توکل اور صبر کے بغیر کسی صورت بھی ممکن نہیں۔ خلاف شریعت اور اسلامی تعلیمات کے برعکس زندگی گزارنے والے بندے کی خدا وند کریم ذرا برابر بھی پروا نہیں کرتے لیکن اللہ پر توکل اور صبر جیسی نعمتوں سے مالا مال لوگوں پر اللہ کا خاص کرم ہوتا ہے۔ ترمذی کی ایک روایت کے مطابق عہد نبوی ﷺ میں دو بھائی تھے، ایک محفل رسالت ﷺ سے وابستہ رہتا جبکہ دوسرا صنعت و حرفت کے شعبہ سے منسلک تھا جس نے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کے ہاں اپنے بھائی کی شکایت کی، جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''اللہ کے بندے شاید کہ تجھے روزی اسی کے سبب مل رہی ہے۔''

قارئین کرام! ہر وقت توبہ استغفار کرنے والا بھی اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے، اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے گناہ کے بعد سچے دل سے توبہ کرنے والے کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔''

مالک حقیقی اپنے بندے کی توبہ کو بے حد پسند فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس کی مثال یوں پیش کی ہے کہ توبہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ جتنا کوئی انسان اس وقت ہوتا ہے جب اس کی گم شدہ سواری اسے مل جائے بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح صفت طہارت کا حامل بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، سنت کی اتباع بھی ایسا عمل ہے جو انسان کو محبت الٰہی کے قابل اور مقرب بناتا ہے۔ کیونکہ اللہ کے ہاں ہر عمل کی کسوٹی سنت محمدی ﷺ ہے اور اس کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ کے ہاں مقبولیت کی حیثیت نہیں پا سکتا۔ دین اسلام کے دفاع، اپنے وطن عزیز کی سلامتی کیلئے ڈٹ جانے والے مجاہدین بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہیں۔ اسی طرح خلق خدا سے محبت کرنے والوں کیلئے بھی اللہ کی محبت لازم ہوتی ہے اور ایسے لوگوں کو فرشتے پیغام دیتے ہیں:

''جیسے اس کی ذات کیلئے تو اپنے بھائی سے محبت کرتا ہے، اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔'' (مسلم)

جس طرح مذکورہ اعمال بندے کو اللہ کے نزدیک کرتے ہیں اسی طرح کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جن کو کرنے والوں پر اللہ کا غضب، لعنت اور ناراضگی واجب ہوتی ہے، ان اعمال میں بعض تو اتنے بھیانک ہوتے ہیں کہ اللہ ان پر اپنی نظر رحمت فرمانا بھی پسند نہیں فرماتے یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ پاک انہیں دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گے۔ ان اعمال میں سب سے ناپسندیدہ عمل تکبر کرنا ہے جس کے بارے میں حدیث مبارکہ میں ذکر ہے کہ

''ایک ذرہ کے برابر تکبر اللہ کو نہیں بھاتا۔''

اس کے علاوہ فسادی کافر، فاسق، ظالم، کاذب، جیسی مکروہ صفات رکھنے والوں سے بھی اللہ تعالیٰ بے انتہا نفرت کرتے ہیں جبکہ قول و فعل میں تضاد بھی رب تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے کیونکہ یہ ایسے اعمال ہیں جن کی وجہ سے اکثر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی ایسے انسانوں کو اپنے عذاب کا نشانہ بنا دیتے ہیں اور انہیں نیکی و بھلائی کے کاموں سے بھی دور کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''جب انہوں نے ہمیں ناراض کیا تو ہم نے ان سے انتقام لے کر ان سب کو ڈبو دیا۔''

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی عارضی زندگیوں کو اللہ رب العالمین کے احکام کے مطابق گزاریں تا کہ اللہ کے مقرب و محبوب ہو جائیں اور جنت کے حصول کی کوشش میں کامیاب ہو جائیں۔

سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

قسط نمبر ۲ (آخری)

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

قارئین کرام! گذشتہ قسط میں ہم سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی بیان کر رہے تھے۔ اللہ اللہ! رسول اللہ ﷺ کا دور کتنا مبارک اور خوبصورت دور تھا کہ ہر صحابی خیر کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔

جہاں تک سیدنا زید بن ثابت کا تعلق ہے تو یہ ان خوش نصیب نوجوانوں میں سے ہیں جن کی تربیت براہ راست اللہ کے رسول ﷺ نے فرمائی۔ ان کا وقت زیادہ تر مسجد نبوی ہی میں گزرتا تھا۔ مدینہ طیبہ کا ماحول ایسا تھا کہ ہمہ وقت صحابہ کرام کا تزکیہ نفس ہوتا رہتا تھا۔ معاشرہ انتہائی پاکیزہ اور خیر وبرکات سے معمور تھا۔ ہر شخص دین سیکھنے اور دعوتی کاموں میں ہمہ وقت حصہ لینے کے لیے تیار رہتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب جہاد کے لیے پکارا تو صحابہ کرام سارے کام چھوڑ کر اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے نکل پڑتے تھے۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تو ان پر جوش نوجوانوں میں سے تھے جن کے دل مسجد اور قرآن کی محبت سے لبریز تھے۔ ان کا مقصد حیات قرآن کریم کو یاد کرنا اور اس کے علوم تک رسائی حاصل کرنا تھا۔

ذرا غور کیجیے! ان کی عمر تو بہت چھوٹی تھی لیکن انہوں نے وراثت کے مسائل جیسے مشکل ترین علوم کا انتخاب کیا اور اس پر نہ صرف دسترس حاصل کی، بلکہ نبی ﷺ کے خاص کاتب کے طور پر بھی فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیے۔

انسانی معاشرے کی یہ خاصیت ہے کہ اگر کسی دور میں کسی خاص چیز کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں گھر کر جائے تو سب لوگ اسی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ حتی کہ بچے بھی بڑوں کی دیکھا دیکھی اس چیز کے متعلق باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ مدینہ طیبہ کا ماحول ایسا پاکیزہ تھا کہ وہاں ہر وقت اللہ کو راضی کرنے، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور اللہ کی طرف دعوت دینے، عبادات میں سرگرمی دکھانے، استقامت پیدا کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلنے کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔

مدینہ طیبہ کا ماحول ایسا تھا کہ یہاں قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں کی قدر ومنزلت سب سے زیادہ تھی۔ وہ صحابہ کرام جو علوم قرآنی کے ماہر ہوتے، معاشرے میں اور اللہ کے رسول کے ہاں ان کا مقام ومرتبہ کتنا زیادہ ہوتا تھا، اس کا اندازہ ایک واقعے سے لگاتے ہیں:

غزوہ تبوک سن 9 ہجری میں ہوتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تیس ہزار صحابہ کرام تھے جو عیسائیوں کے ساتھ براہ راست ٹکر لینے کے لیے آٹھ سو کلو میٹر کا فاصلہ طے کر رہے تھے۔ اس غزوہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہر قبیلے کو الگ الگ جھنڈا عطا فرمایا تھا۔ قبیلہ بنو نجار کا جھنڈا بنو نجار کے ایک نوجوان عمارہ بن حزم نے اٹھایا ہوا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے عمارہ کو دیکھا اور پھر ایک بڑا ہی خوبصورت فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ نے عمارہ سے جھنڈا لیا اور زید بن ثابت کے حوالے کر دیا۔ عمارہ نے بڑی لجاجت سے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا آپ نے مجھ میں کوئی قصور دیکھا یا میرے بارے میں آپ کو کوئی شکایت ملی ہے جو آپ نے جھنڈا مجھ سے لے کر زید بن ثابت کو دے دیا ہے؟! قارئین کرام! اب دیکھیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی نگاہ میں اہل قرآن کا کیا مقام ومرتبہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ساتھی! ایسی کوئی بات نہیں [لَوْلٰكِنَّ الْقُرْآنَ مُقَدَّمٌ] چونکہ زید قرآن کا حافظ ہے اس لیے اسے مقدم کیا گیا ہے اور جھنڈا اسے عطا کیا گیا ہے۔

سیدنا زید بن ثابت کی قدر ومنزلت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاں کیا تھی؟ آیئے دیکھتے ہیں کہ جب آپ حج پر تشریف لے جاتے تو مدینہ طیبہ پر اپنا قائم مقام کسے بناتے؟

اس کا جواب ہمیں تاریخ کے صفحات سے یہ ملتا ہے کہ آپ کی عدم موجودگی میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مدینہ کے قائم مقام گورنر مقرر کیے جاتے ہیں۔

کسی بھی جنگ میں فتح کے بعد مال غنیمت کی تقسیم ایک بڑا اعزاز اور اہم کام ہوتا ہے۔ جس شخصیت کو تقسیم کرنے کے لیے منتخب کیا جاتا وہ نہایت قابل اعتبار اور سمجھدار شخصیت ہوتا تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں جنگ یرموک ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو نہ صرف فتح مبین حاصل ہوتی ہے بلکہ بے تحاشا مال غنیمت بھی ملتا ہے۔ یہ سیدنا زید بن ثابت ہی تھے جنہوں نے یرموک کا مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کیا۔

مدینہ طیبہ میں فتویٰ دینے والے خوش قسمت صرف چھ صحابہ کرام تھے۔ آیئے! ان خوش قسمت لوگوں کے نام جانتے ہیں جن کے علم و فضل پر اہل مدینہ کو اعتماد تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابی بن ابی کعب رضی اللہ عنہ۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان بن عفان اپنے دور میں شرعی مسائل کے حل کے لیے انہی سے مشورہ کرتے تھے، وہ جو مشورہ دیتے اسی پر عمل کرتے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد خلیفۃ المسلمین کے انتخاب کے لیے مہاجرین اور انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوتے ہیں۔ بعض انصار نے تجویز پیش کی (مِنَّا اَمِیْرٌ وَمِنْکُمْ اَمِیْرٌ) ایک آدمی ہماری طرف سے اور ایک آپ کی طرف سے خلیفہ ہو۔ یا پھر ایسا کر لیتے ہیں کہ باری باری ایک مرتبہ خلیفہ مہاجرین میں سے ہو اور دوسری مرتبہ انصار میں سے ہو، مگر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کہ انصاری صحابی تھے ان کا موقف بڑا خوبصورت اور جاندار تھا۔ انہوں نے کہا: دیکھو بھائیو! اللہ کے رسول ﷺ مہاجرین میں سے تھے اور ہم ان کے انصار یعنی مددگار

جہاں تک سیدنا زید بن ثابت کا تعلق ہے تو یہ ان خوش نصیب نوجوانوں میں سے ہیں جن کی تربیت براہ راست اللہ کے رسول ﷺ نے فرمائی۔ ان کا وقت زیادہ تر مسجد نبوی ہی میں گزرتا تھا۔

تھے۔ میری رائے ہے کہ امام تو مہاجرین میں سے ہو اور ہم ان کے انصار یعنی مددگار بن جائیں۔

یہ کہہ کر انہوں نے اپنا ہاتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھایا اور عرض کیا: آپ اللہ کے رسول کے خلیفہ ہیں ۔ اپنا ہاتھ بڑھایئے اور میری بیعت قبول فرمایئے۔ سیدنا زید کے اس جاندار اور شاندار موقف کی بدولت اختلاف ختم ہو جاتا ہے اور سب لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر متفق ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کوئی معمولی حادثہ نہ تھا' مسلمان سخت غم کی کیفیت میں تھے۔ ان حالات میں بعض قبائل نے اسلام سے ارتداد کا اعلان کر دیا' وہ اسلام کو چھوڑ رہے تھے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف شدید کاروائی کی۔ مسلمان فوج نے ان کے گھروں تک ان کا پیچھا کیا۔ معرکہ یمامہ میں کتنے ہی مجاہدین جن کے سینوں میں قرآن محفوظ تھا شہید ہو گئے۔ سیدنا عمر فاروق نے یہ صورت حال دیکھی تو تشویش میں مبتلا ہو گئے کہ کہیں حفاظ کرام کے جانے سے امت قرآن کریم کے بعض حصے سے محروم ہی نہ رہ جائے۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ سیدنا صدیق اکبر فرماتے ہیں: میرے پاس سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ بہت گھبرائے ہوئے تھے اور فکر مند تھے۔ انہوں نے خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق کی خدمت میں عرض کیا: خلیفہ رسول ﷺ! جنگ یمامہ میں قرآن کریم کے حفاظ کی ایک بڑی تعداد شہادت کے مرتبے پر فائز ہو چکی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کا کچھ حصہ امت کے ہاتھوں سے نکل ہی نہ جائے۔ اس لیے آپ بلا تاخیر قرآن پاک کو ایک جگہ جمع کرنے کا کام شروع کروائیں۔

صدیق اکبر فرماتے ہیں: عمر! میں ایک ایسا کام کیسے کر سکتا ہوں جسے اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کیا۔ سیدنا عمر بن خطاب نے فرمایا: (هُوَ وَاللّٰهِ! خَيْرٌ) ''اللہ کی قسم! اسی میں امت کی بہتری اور بھلائی ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلسل اصرار کرتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا۔ اب میری رائے بھی وہی ہو گئی جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی۔

قارئین کرام! اب اس شخصیت کی تلاش شروع ہوتی ہے جو یہ مشکل ترین اور اہم ترین کام سرانجام دے سکے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے استخارہ کیا' صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے فرمایا:

'' آپ جواں ہمت اور سمجھدار ہیں' ہمیں آپ پر کسی قسم کا شک وشبہ بھی نہیں' آپ رسول اللہ ﷺ کی وحی بھی لکھا کرتے تھے' لہٰذا آپ ہی یہ کام اپنے ذمہ لیں کہ قرآن کریم کو جا بجا تلاش کر کے اسے جمع کر دیں۔''

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو قرآن کریم کتابی شکل میں نہیں تھا' بلکہ یہ مختلف شکلوں اور صورتوں میں جا بجا حصوں اور ٹکڑوں کی شکل میں صحابہ کرام کے پاس محفوظ تھا۔

قرآن کریم کا کچھ حصہ تو ایسا تھا جو صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ تھا۔ کچھ آیات اور سورتیں ایسی تھیں جو چمڑے کے چھوٹے بڑے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی تھیں۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر جوش سمجھدار نوجوان تھے۔ نوجوانوں میں کام کرنے کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور زید اپنی ذہانت وفطانت اور شاندار حافظے کی صلاحیت کے باعث صحابہ کے درمیان معروف بھی تھے۔

قرآن کریم کچھ حصہ صحابہ کرام اونٹوں کے شانوں کی چوڑی ہڈیوں پر بھی لکھ لیتے تھے۔ بعض کو اگر سفید چوڑا پتھر ملا تو اس نے اسی پر آیات قرآنی کو تحریر کر لیا۔

قرآن کریم کو مختلف جگہوں سے تلاش کر کے یکجا کرنا بلاشبہ مشکل ترین کام تھا۔ زید بن ثابت فرماتے ہیں: اگر مجھے پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی ذمہ داری سونپی جاتی تو یہ میرے لیے کہیں آسان کام تھا۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ کو ایک جگہ جمع کرنے کا کام شروع کیا۔ آپ خود بھی کتاب اللہ کے نہایت معتمر عالم تھے۔ وہ مختلف صحابہ کرام کے پاس گئے۔ ان کے پاس جو آیات اور سورتیں محفوظ تھیں' انہیں ایک جگہ جمع کرتے رہے۔ اس طرح کچھ عرصے میں قرآن پاک کا متفقہ نسخہ تیار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ ''یہ قرآن کریم ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر جوش سمجھدار نوجوان تھے۔ نوجوانوں میں کام کرنے کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور زید اپنی ذہانت وفطانت اور شاندار حافظے کی صلاحیت کے باعث صحابہ کے درمیان معروف بھی تھے۔

سیدنا زید بن ثابت عہد نبوی میں کاتب وحی کے طور پر فرائض انجام دے چکے تھے۔ وہ اپنے تقویٰ' امانت' دیانت' اعلیٰ اخلاق اور دین پر استقامت کے لحاظ سے صحابہ کے درمیان معروف تھے اور بہت اچھی شہرت رکھتے تھے۔ زید پورے قرآن کریم کے حافظ تھے۔

ابو عبد الرحمٰن سُلَمی کہتے ہیں: جس سال اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے' اس سال زید بن ثابت نے دو مرتبہ پورا قرآن کریم رسول اللہ ﷺ کو سنایا۔

قرآن پاک کو جمع کرنے کے اس انتہائی مشکل کام کی نگرانی شیخین بھی کرتے ہیں۔ وہ دونوں خود بھی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی معاونت بھی کرتے ہیں علاوہ ازیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعض دیگر صحابہ کرام کو بھی ان کے ساتھ اس کام پر لگا دیا۔

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیدنا نے زید بن ثابت اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو ہدایت کی کہ وہ مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھ جائیں اور جو شخص بھی قرآن کریم کا کوئی حصہ ان کے پاس لے کر آئے' اس پر دو آدمیوں کی شہادت طلب کریں' پھر مکمل اطمینان ہو جانے کے بعد اسے مصحف میں شامل کر لیں۔ صحابہ کی مشارکت کے باعث جمع قرآن کا یہ کام متفقہ طور پر وجود میں آیا اور تمام صحابہ نے اس پر اپنے کامل اطمینان کا اظہار کیا۔ اس طرح قرآن کریم کا یہ نسخہ کامل ترین اور معتمد ترین نسخے کی حیثیت اختیار کر گیا۔

قرآن پاک کی تکمیل اور ایک جگہ جمع ہونا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ صحابہ کرام نے اس کے اختتام پر غیر معمولی خوشی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ' سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے جنہوں نے مصحف شریف کو جمع کروا کے پوری امت میں سب سے بڑھ کر اجر عظیم کمایا۔ وہ امت کے پہلے شخص ہیں جن کی نگرانی میں پہلی مرتبہ قرآن کریم کو کتابی شکل دی گئی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انصاف کی نظر سے دیکھنے والا کوئی بھی شخص جب جمع قرآن کے اس عظیم کام کو دیکھے گا تو اسے خلیفہ اول کے فضائل ومناقب میں شمار کرے گا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

''جو شخص اسلام میں کسی اچھے کام کا اجراء کرے گا' اس پر اسے تو اجر وثواب ملے گا ہی لیکن وہ ان لوگوں کے اجر وثواب سے بھی حصہ پائے گا جو قیامت تک اس پر عمل کریں گے۔''

قرآن کریم کا نسخہ تیار ہوگیا تو اس کو سیدنا ابو بکر صدیق کے پاس محفوظ کر دیا گیا۔ یہ مصحف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس ہی رہتا ہے۔ پھر ان کی وفات ہوجاتی ہے تو یہ مصحف سیدنا عمر فاروق کے پاس آجاتا ہے۔ صحابہ کرام اس نسخہ سے برابر استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کی شہادت کے بعد یہ نسخہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس آجاتا ہے۔ وہ اس کی دل وجان سے حفاظت کرتی ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب اسلام چاروں طرف پھیل رہا تھا۔ ہر طرف فتوحات کا سلسلہ جاری وساری تھا۔ مسلمان جس طرف جاتے کفر سمٹ کر رہ جاتا اور بے شمار لوگ اسلام کی سچی دعوت کو قبول کر کے اس کے سایہ رحمت میں آجاتے۔ قرآن پاک کو پڑھنا' اس کو سمجھنا اس کی تلاوت کرنا تو مسلمانوں کا طرہ امتیاز چلا آرہا ہے۔ وہ وقت بھی آتا ہے جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زریں دور خلافت شروع ہوتا ہے۔ ان کے دور میں اس بات کو شدت سے محسوس کیا گیا کہ مصحف شریف کے کئی اور نسخے جو متفق اور معتمد ہوں انہیں دنیا کے طول وعرض میں پہنچا دیا جائے۔ اس وقت تک امت مسلمہ کے پاس قرآن کریم کا ایک ہی نسخہ تھا' چنانچہ ایک بار پھر سیدنا زید بن ثابت کی ذمہ داری لگائی جاتی ہے۔ یقیناً ان کے ساتھ دیگر علماء صحابہ کی بھی خدمات شامل تھیں۔ وہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ نسخہ انہیں دیا جائے تاکہ اس سے نقل کر کے مزید کئی نسخے تیار کیے جائیں۔ سیدہ نے وہ نسخہ بخوشی ان کے حوالے کر دیا؛ چنانچہ انہوں نے متعدد نسخے تیار کیے اور دنیا کے طول وعرض میں پہنچا دیے۔

قارئین کرام! اس وقت سے لے کر آج تک اس پوری دنیا میں جو قرآن پاک پڑھا جاتا ہے یا پڑھایا جاتا ہے یا قیامت تک پڑھایا جائے گا وہ یہی مصحف عثمانی ہے۔ یہ نسخے دنیا کے چاروں کونوں میں بھجوا دیے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے جمع قرآن کے لیے اور قرآن کریم کی حفاظت کے لیے ایسے عظیم انسان مہیا فرمائے جن کی خدمات سے لوگ تا قیامت فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انتظام تھا کہ قرآن مجید کے متفقہ نسخے پوری دنیا میں پہنچا دیے گئے۔

ہم جب بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں تو ہمیں سیدنا زید بن ثابت کی خدمات یاد آجاتی ہیں۔ بلاشبہ ان کا یہ کارنامہ بہت بڑا تھا جس کا اجر وثواب انہیں مسلسل ملتا رہے گا۔

معرکہ جابیہ کے روز امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم خطبہ دینے کے لیے لوگوں کے درمیان کھڑے ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں:

''لوگو! جسے قرآن کریم کے متعلق کوئی بات معلوم کرنی ہو وہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' جسے دین کے احکام ومسائل کے متعلق دریافت کرنا ہو اسے چاہیے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور جسے مال کی ضرورت ہو وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان اموال پر والی بنایا ہے اور ان کی تقسیم کا کام میرے ذمہ لگایا ہے۔''

صحابہ میں علم کا شوق رکھنے والے حضرات نے سیدنا زید کا مقام ومرتبہ پہچان لیا اور ان کی کما حقہ قدر وعزت کی۔ انہوں نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ دل سے تعظیم کی' ان کے علمی مقام ومرتبہ کو ہمیشہ تسلیم کیا اور ان کے ساتھ غیر معمولی احترام سے پیش آئے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وفات سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں 45 ہجری میں ہوتی ہے۔ ان کی وفات پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا کہ آج علم کے خزانے کو دفنا دیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ آج اس امت کا علامہ وفات پا گیا ہے۔ ان کے دنیا سے جانے کے بعد جو خلا پیدا ہوا ہے' عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعے ان کی کمی پوری فرما دے۔

.....❁❁.....

بقیہ جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار

فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ نے خطاب کرتے ہوئے اسلام میں مسجد کی اہمیت' عبادات کی دینی ودنیوی فضیلت واہمیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ نماز پنجگانہ کی ادائیگی سے ظاہری وباطنی آلودگیاں دور ہوتی ہیں جبکہ نماز پاکیزگی وطہارت کی علامت ہے۔ انہوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے کعبۃ اللہ کی تعمیر میں اخلاص کو بیان کرتے ہوئے ان کی دعاؤں کے رہتی دنیا تک اثرات اور قبولیت کو بڑی خوبصورتی سے واضح فرمایا۔

جامعہ سلفیہ کے پرنسپل چوہدری محمد یٰسین ظفر نے جماعت کے مرکزی تعلیمی ادارہ جامعہ سلفیہ اور شہری لحاظ سے مرکزی تعلیمی وتبلیغی ادارہ جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار کو آپس میں لازم وملزوم قرار دیا اور ان اداروں سے وابستہ تنظیموں کو خراج تحسین پیش کیا جن کی شب وروز محنت وتوجہات سے یہ ادارے ایک امتیازی حیثیت کے حامل بن چکے ہیں۔ جامع مسجد اہل حدیث کی نئی تعمیر میں دامے درمے سخنے حصہ لینے والوں کو سراہا اور ان کی خدمات کو صدقۂ جاریہ قرار دیا جو رہتی دنیا تک عوام الناس کے لیے روشنی کا مینار اور رشد وہدایت کے مراکز ہیں۔

اس تقریب سے مفتی محمد ضیاء مدنی خطیب جامع مسجد کچہری بازار' قاری جاوید اختر ناظم اہل سنت تنظیم' شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری' جامعہ سلفیہ کے صدر مدرس حافظ عبدالعزیز علوی' مسجد رحمانیہ مندر گلی کے خطیب قاری محمد ایوب نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ شرکائے تقریب میں مولانا خالد سیف' حافظ عبدالعظیم ناظم مکتبہ دارالسلام لاہور اور ان کے رفقاء' مولانا عتیق اللہ سلفی' ناظم مدرسہ سلفیہ ستیانہ' سید سبطین شاہ سرگودھوی' مولانا محمد فاروق سعیدی واربرٹن' مولانا مفتی عبدالحنان' مولانا شہباز شہزاد مدرسین جامعہ سلفیہ' مولانا عبدالحی انصاری' مولانا حافظ عبدالرحمن آزاد امیر شہری جمعیت' مولانا محمد طیب معاذ' ملک محمد اشرف' ڈاکٹر پروفیسر محمد سعید چنیوٹی' اہل حدیث یوتھ فورس کے کارکنان اور دینی اداروں کے اساتذہ وطلبہ اور تجارت وکاروباری طبقہ سے تعلق رکھنے والے احباب نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ تقریب کے آخر میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم اور دیگر شیوخ وعلماء نے دعائے خیر وبرکات کرائی۔ اختتام پر حاضرین کی شیرینی وسوپ سے تواضع کی گئی۔

منجانب: عبدالحفیظ انور شعبہ نشر واشاعت فیصل آباد

وی پی آرہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

دین اسلام

ضابطۂ شرم وحیا

تحریر: جناب میاں عتیق الرحمن (ریسرچ سکالر)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کی رشد وہدایت کیلئے انبیاء کرام کو مبعوث کیا اور اس کی رشد وہدایت کی راہ اور طریقے کو اسلام کا نام دیا، یعنی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے جو دین پسند فرمایا ہے وہ اسلام ہے، چنانچہ روزِ اول سے روز آخر تک کی ساری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا منتخب کردہ مذہب اسلام ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔''

پوری دنیا کے انسانوں کی اکثریت یہ جانتی ہے کہ ہر انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کا مطیع وفرمانبردار بندہ بن کر زندگی گزارے، مگر اسے جاننے کے باوجود بہت سے لوگ دیگر طرز ہائے زندگی کو اپنا لیتے ہیں اور اس کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بغاوت اور نافرمانیوں تک کرتے ہیں۔ ایسا کرنے کی کئی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ کی طرف اللہ رب العزت نے خود ہی اشارہ فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اہل کتاب نے علم آنے کے بعد ہی جھگڑا شروع کیا ہے صرف آپس کی ضدوں کی بناء پر اور جو بھی آیات الٰہی کا انکار کرے گا تو خدا بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔'' (العمران)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی رو سے عناد اور ضد کی وجہ سے لوگ اسلام سے منہ موڑتے ہیں، دنیا کی اکثریت اسلام کی حقانیت کو جاننے، اپنی چرچ میں تمام مذاہب کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں قرآنی آیات کو باترجمہ سن کر متاثر ہونے کے باوجود دین اسلام کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

اسلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دین پسند نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جو اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین تلاش کرے گا تو وہ دین اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ قیامت کے دن خسارہ پانے والوں میں ہوگا۔''

دین اسلام قبول کرلینے کے بعد پکا اور سچا مسلمان ہونا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ جبر اور طاقت سے اسلام قبول کروانا جائز نہیں مگر اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی احکامات پر عمل درآمد نہایت ضروری ہے۔ پکا اور سچا مسلمان بھی وہ ہے جو اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں دیدے، اپنی سوچ اور عقیدے میں مسلمان ہوجائے، اپنی عبادت کے لحاظ سے مطیع وفرمانبردار بنا رہے، گھر اور خاندان کو اگر مسلمان نہیں تو اسلام کی تلقین کرے، قبول اسلام کے بعد حق کی راہ میں جو رکاوٹیں آئیں ان مشکلات پر صبر وضبط سے کام لے، اپنے اخلاق وکردار میں مسلمان بنے، اور یہ یقین ضرور رکھے کہ اسلام ہی ایسا دین ہے جو پوری دنیا پر غالب آئے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دین صرف اسلام ہے، اس کے علاوہ کوئی دین اسے قابل قبول نہیں۔

اسلام عقائد، عبادات، اخلاق اور قانون سے مرکب ہے، اس مرکب میں اخلاق ایسی چیز ہے جو آدمی کی اخلاقی خوبیاں بن کر اسے بلند کردیتی ہیں اور خرابیاں اسے اشرف المخلوقات کے مقام سے نیچے گرادیتی ہیں۔ انسان اپنے عمل سے اونچا مقام پاتا ہے اور اپنے بدکردار سے وہ بدتر ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا:

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

عقیدے کی اصلاح کے بعد نبی کریم ﷺ نے اخلاقیات کو درست فرمایا اور انسانی معاشرے کے لئے نقصان دہ امور کی اصلاح فرمائی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ایک انسان کو اپنے اخلاق کے اعتبار سے مسلمان ہونے کیلئے مندرجہ ذیل امور کو اپنی طبیعت میں شامل کرلینا چاہیے:

① مشتبہ امور سے پرہیز، ② نگاہیں نیچی رکھنا، ③ زبان کی حفاظت، ④ بردباری، ⑤ سچائی، ⑥ تواضع انکساری، ⑦ بدگمانی، غیبت اور مسلمانوں کی عیب جوئی سے گریز، ⑧ سخاوت و دریا دلی، اور ⑨ شرم وحیا۔

شرم وحیا ان تمام امور ایسی جامع چیز ہے کہ یہ اگر انسانی طبیعت میں شامل ہوجائے تو بقیہ تمام امور انسانی طبیعت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ حیا کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، أَعْلَاهَا: قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ] (متفق علیہ)

''ایمان کی ستر یا اس سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں، ان میں سے سب سے بلند لا الہ الا اللہ کہنا ہے، حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔''

حیا ایسا انسانی جذبہ ہے جو انسان کو برائی اور عیب زدہ کاموں سے روکتا ہے، اگر حیا کا جذبہ انسان میں موجود نہ ہوتا تو اسے برائیوں سے مدافعت ہوتی اور نہ قبیح وعیب زدہ چیزوں سے بچاؤ میسر آتا، بالآخر نتیجہ عیب اور برائیوں کا انسانی زندگی میں لازمی جزو بننے کی صورت میں نکلتا اور دنیا سے نیکیوں اور اچھائیوں کے خاتمے پر منتج ہوتا اور پھر دنیا میں ہر طرف برائیاں ہی برائیاں ہوتیں، اچھائی اور نیکی نام کی کوئی چیز دنیا سے ناپید ہوچکی ہوتی، مگر ابھی بھی دنیا میں نیکیوں، اچھائیوں اور بھلائیوں کی موجودگی یہ پتہ دیتی ہے کہ دنیا میں حیا کا جذبہ موجود ہے جو خیر اور بھلائی کو زندہ رکھے ہوئے ہے، اگرچہ بہت سے لوگوں میں یہ جذبہ دلوں پر گناہوں کے سیاہ دھبے پڑ جانے کی وجہ سے ماند ہو چکا ہے اور اس کی آواز سیاہ دھبوں میں دبے دل سے باہر نہیں نکلتی، کہ جو باہر آکر اس کی فطرت یا نیچر بن کر اسے برائیوں اور گناہوں سے

حیا ایسا انسانی جذبہ ہے جو انسان کو برائی اور عیب زدہ کاموں سے روکتا ہے، اگر حیا کا جذبہ انسان میں موجود نہ ہوتا تو اسے برائیوں سے مدافعت ہوتی اور نہ قبیح وعیب زدہ چیزوں سے بچاؤ میسر آتا۔

روک کر اچھائیوں، نیکیوں اور راہ راست پر چلائے۔ حیا کا اہم ترین کردار اور کام برے اعمال کے ارتکاب سے روکنا ہے، برے اعمال میں اس کی رکاوٹ کا لازمی نتیجہ نیک اعمال کی انجام دہی کی صورت میں نکلے گا۔

حیا دو طرح کا ہوتا ہے۔ حیا فطری اور حیا کسبی۔

حیا فطری وہ ہے جو اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اس میں ودیعت کر دیتا ہے، یہ اسے بہت سی برائیوں سے روک دیتا ہے اور بھلائی کی طرف لانے میں مدد کرتا ہے۔ بابا جی آدمؑ اور اماں جی حوا علیہا السلام سے غلطی سے ممنوعہ درخت کا پھل کھانے کے نتیجے میں ان سے لباس اتر گیا تو وہ اسی فطری حیا ہی کی وجہ سے خود کو پتوں سے ڈھانکنے لگے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''پھر انہیں دھوکہ کے ذریعہ درخت کی طرف جھکا دیا اور جیسے ہی ان دونوں نے چکھا، شرمگاہیں کھلنے لگیں اور انہوں نے درختوں کے پتے جوڑ کر شرمگاہوں کو چھپانا شروع کر دیا۔'' (الاعراف)

حیا دل کا مادہ ہے، مسلسل گناہوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور حیا اس میں کہیں گم ہو جاتا ہے۔ حیا سے نیکی پیدا ہوتی ہے، اور گناہ حیا کو کمزور کر دیتا ہے، مسلسل گناہ حیا کو ختم بھی کر دیتے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

[الحیاء لا یاتی الا بخیر وفی روایۃ الحیاء خیر کلہ] (صحیح بخاری)

''حیا کا نتیجہ صرف خیر ہے۔'' ایک روایت میں ہے کہ ''حیا ساری کی ساری خیر ہی ہے۔''

برائی سے رک جانے اور نیکی کی راہ پر چل نکلنے کے اعتبار سے یہ ایمانی عادت اور خصلت ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے حیا اختیار کر لیا وہ گناہوں سے چھپ گیا اور جو گناہوں سے چھپ کر متقی بن گیا، جو متقی بنا اور وہ جہنم سے بچ جائے گا۔

حیا کی دوسری قسم کسبی ہوتی ہے جو رب کی عظمت اور معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا بندوں کے قریب ہونے کا تصور، ان کی ہر حرکت سے آگاہی کا عقیدہ، سینوں کے اسرار و رموز سے اللہ تعالیٰ کی واقفیت کا یقین اور آنکھوں کی خیانتوں سے باخبر ہونے کا ایمان کارفرما ہوتا ہے اور اسی سے احسان کا بلند ترین مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ حیا کی یہی قسم ہے جو کبھی اللہ کی نعمتوں میں غور کرنے اور اس کے شکر میں کوتاہی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب بندہ سے کسبی یا فطری حیا چھن جائے تو جو چاہے بُری عادت اور گھٹیا اخلاق کا ارتکاب کرے، پھر اس کے اندر ان برائیوں کے روکنے کا کوئی جذبہ موجود نہیں رہتا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

[ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولیٰ اذا لم تستحی فاصنع ماشئت]

''پہلے انبیاء کے کلام سے لوگوں نے یہ جملہ بھی پایا ہے کہ اگر تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔ (یعنی کوئی چیز تجھ کو برائی سے روکنے والی نہ ہوگی۔'' (بخاری)

ہمیں چلتے پھرتے حیا کے جن مظاہر سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اور گاہے بگاہے ہمارے سامنے ان کی نظیریں آتی رہتی ہیں، ان پر غور کیا جائے تو ان کی کئی صورتیں سامنے آتی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

حیا کا اہم ترین کردار اور کام برے اعمال کے ارتکاب سے روکنا ہے، برے اعمال میں اس کی رکاوٹ کا لازمی نتیجہ نیک اعمال کی انجام دہی کی صورت میں نکلے گا۔

احساس جرم:

بعض اوقات کوئی فرد جانے یا انجانے میں کوئی خلاف قانون، خلاف تہذیب یا غیر اخلاقی فعل کر بیٹھتا ہے یا معاشرتی، اخلاقی یا مذہبی قدروں کی خلاف ورزی کر لیتا ہے تو اسکا ضمیر اسکو ملامت کرتا ہے اور وہ فرد اپنے آپکو مجرم تصور کرنے لگتا ہے' اس طرح احساس جرم کی وجہ سے پیدا ہونے والا حیا توبہ کی پہلی سیڑھی بن جاتا ہے اور اگر احساس جرم نہ ہو تو انسان توبہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ یعنی احساس جرم جرم سے روکتا ہے اور یہ ہو تو جرم سے روکنے والی کوئی چیز نہیں' [اذا لم تستحی فاصنع ماشئت] جیسا کہ سورت بقرہ کی آیت نمبر 36 کی تفسیر میں ابن ابی حاتمؒ نے ایک روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

جب سیدنا آدم نے ممنوعہ پھل چکھ لیا تو ان کا لباس اتر گیا، وہ درختوں کے پتوں میں چھپنے لگے، اللہ تعالیٰ فرمانے لگے کہ کیا مجھ سے فرار ہو رہے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ نہیں باری تعالیٰ بلکہ (غلطی سرزد ہونے کی وجہ سے شرم آرہی ہے۔) (تفسیر ابن ابی حاتم)

اسی طرح قیامت کے دن انبیاء کے پاس جب ان کی قومیں حساب کتاب شروع کرنے کیلئے سفارش کے حوالے سے جائیں گی تو وہ سب اپنی خطائیں بتا کر معذرت چاہیں گے، یہ معذرت ان میں اس غلطی کے احساس کی وجہ سے ہوگی، اور پھر آخر میں سب اکٹھے ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے اور آپ ﷺ' اللہ تعالیٰ سے اس کی اجازت سے سفارش فرمائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

اسود بن یزید ایک بار رونے لگے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ میں کیوں نہ روؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا تو یہ بات مجھے حیا دلا رہی ہے کہ میں اس کی نافرمانیاں کرتا رہا اور اس نے مجھے معاف کر دیا۔ لہٰذا مجھے اس سے مستقل حیا کرنی چاہیئے تاکہ گناہوں سے بچ جاؤں۔

امام حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ

''اگر حیاء کی وجہ سے رونا نہ آئے تو ہمیں تکلف کر کے زیادہ دیر تک رونا چاہیئے، یہ چیز بھی حیا پیدا کر دے گی جو گناہوں سے دور کر دے گا۔''

کسر نفسی:

کسی کے ادب و احترام میں اس کے سامنے اپنے آپ کو اپنے اصل مرتبے سے کم کر لینا کسر نفسی کہلاتا ہے۔ اپنے آپ کو صحیح مرتبہ سے کم کرنے کا جذبہ جس سے اپنے آپ کو کم کیا جا رہا ہے، اس کا حیا کرتے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔ کسر نفسی عاجزی کا ایک درجہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اگر کسر نفسی کا جذبہ بندے میں نہ ہو تو بندہ متکبر ہو جاتا ہے، جس کا لازمی نتیجہ عاجزی و انکساری کی انتہائی صورت نماز اور دیگر عبادت سے محرومی کی صورت میں نکلتا ہے، اور اس کا دل عبادت میں نہیں لگتا۔

جیسے فرشتے ہر گھڑی اللہ کی تسبیح کرتے ہیں مگر روز قیامت وہ کہیں گے کہ تسبیح کرنے کا جو حق تھا وہ ہم نہیں کر سکے، اسے بڑوں کے سامنے چھوٹے سلیقہ مندوں کا عاجزی کا مظاہرہ کرنا کسر نفسی کہلاتا ہے۔

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے شہر کے دروازے سے عاجزی وانکساری سے توبہ اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہوئے داخلے کا حکم دیا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بتلایا ہوا طریقہ اختیار کرنے کی بجائے اپنی من مانی کی اورتکبر کیا،یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذرا حیا نہ کیا اور ساری ہدایات بدل کے رکھ دیں،جس پر ناراض ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا۔

بزرگی یا عظمت کا حیاء کرنا:

کسی شخص کی بزرگی اور عظمت کے جاننے کے مطابق اسے احترام دینا بھی اس شخص کا حیا کہلاتا ہے۔یعنی مجھے فلاں کے سفید بالوں کا حیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ حیا اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ اپنے رب سے جتنا تعلق مضبوط کرتا ہے وہ اس سے حیا کرتے ہوئے برے کاموں سے دور رہتا ہے۔انسانی جبلت میں برائی سے روکنے والا ایک یہ رویہ بھی کارفرما ہوتا ہے کہ کسی ذات کا حیا کرتے ہوئے اس کا منع کیا ہوا یا ناپسندیدہ کام نہ کرے ظاہر ہے اگر وہ اس ذات کا حیا نہیں کریگا تو وہ برا کام یا اس کا منع کردہ کام کرے گا جو حیا اور بے شرمی شمار ہوگا۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں جب مسلمان نہیں ہوا تھا تو مجھے سب سے بری شخصیت نبی کریم ﷺ کی لگتی تھی،لیکن جب اسلام قبول کرلیا تو آپ ﷺ کا اتنا حیا کرنے لگا ہوں کہ کبھی بھی آپ ﷺ کی آنکھوں سے اپنی آنکھیں نہیں ملائیں۔

اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کبار صحابہ کے احترام میں نبی کریم ﷺ کی محفل مین ایک سوال کا علم ہونے کے باوجود نہ بولے،آپ ﷺ نے صحابہ سے سوال کیا کہ کونسے درخت کی مثال مومن جیسی ہے،سب خاموش رہے،سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ جانتے ہوئے بھی بڑے صحابہ کی موجودگی کی وجہ سے نہ بولے اور بعد میں انہوں نے اس کا اظہار کیا۔(صحیح بخاری)

عظیم محدث سفیان ثوریؒ بھی بڑے حیا والے تھے،مہدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے بڑھ کوئی کسی کی حیا کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔لیکن جب دین کا معاملہ آتا تو ان سے پھر حیا کی توقع نہیں رکھی جاتی تھی،یعنی جو کوئی خلاف قرآن وسنت بات کرتا یا کام تو وہ اسے خوب تنبیہ کیا کرتے تھے۔حتی کہ یحیی بن ابوغنیۃ نے کہہ دیا کہ اس معاملے میں سفیان ثوری سے منہ پھٹ شخص بھی کوئی نہیں دیکھا۔

ایک دفعہ خلیفہ مھدی نے کسی کام سے انکار کیا اور وہ اس انکار پر ڈٹ گیا،سفیان ثوری اس سے بات کرنے آئے تو مھدی کا وزیر پروٹوکول سمجھاتے ہوئے بات کرنے کا انداز بتانے لگا،تو سفیان ثوری کہنے لگے: چپ ہوجا،فرعون خود نہیں مرا تھا بلکہ ہامان کی پھرتیوں نے اسے مروایا تھا،جب وہ خلیفہ سے بات کرکے واپس آئے تو وزیر کہنے لگا کہ اس نے پروٹوکول کا لحاظ نہیں کیا اگر کہو تو اسے سبق سکھائیں؟ خلیفہ نے کہا کہ نہیں،میں نے اس سے بڑا حیا کرنے اور منہ ملاحظہ رکھنے والا شخص نہیں دیکھا۔(صلاح الامۃ فی علو المھمۃ)

اسی طرح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں کا حیا کرتے ہیں۔

حیا کیسے پیدا ہوتا ہے:

احترام اور محبت کے ملاپ سے حیا جنم لیتا ہے۔لہٰذا جس چیز کے بارے میں حیا پیدا کرنا مقصود ہو،اس کا احترام کرنا اور اس سے محبت کرنا سکھا دیا جائے تو حیا خود بخود پیدا ہوجائے گا۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور کرتے ہوئے اپنے گناہوں پر نظر دوڑانے سے جو درمیانی حالت پیدا ہوتی ہے اسی کا نام حیاء ہے،جو چیز انسانوں کو اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے پر آمادہ کرتی ہے وہ انعامات خداوندی کی پہچان اور اس کے مقابلے میں ان پر جو شکرگزاری واجب ہے اس میں کوتاہی کا احساس ہے۔اس لیے کہ جس طرح اللہ کی عظمت بے حد وحساب ہے اسی طرح اس کے شکر کی بھی کوئی انتہا نہیں۔یعنی حیاء اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ تم اپنے محسن کے احسانات کی طرف دیکھو پھر یہ غور کرو کہ ان احسانات کے بدولت تم نے اپنے محسن کے ساتھ کیسی زیادتیاں کررکھی ہیں؟ جب تم ان دونوں باتوں کا استحضار کرنے لگو گے تو تم حیاء کی نعمت سے سرفراز ہوجاؤ گے۔اللہ تعالیٰ کا حیا پیدا کرنے کیلئے اس سے محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اس کی شریعت کے مطابق چلنا اوراللہ ورسول کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے۔والدین اولاد میں اپنا حیا پیدا کرنا چاہیں تو بچوں کو والدین سے محبت اور احترام کے گر سکھائیں بچے ان کا احترام کرنے لگیں گے۔اگر بڑوں کا حیا پیدا کرنا مقصود ہوتو ان کا احترام اور محبت کی تلقین بچوں کو بڑوں کا حیا کرنے والا بنا دے گی۔لڑکے اور لڑکیوں کو عمر کے ساتھ ساتھ لباس کا احساس دلایا جائے۔محرم اور غیر محرم کا وہ شعور جو قرآن وسنت میں بتایا گیا ہے اس کو بتدریج اجاگر کیا جائے۔گھروں میں نوعمری کے دوران ہی لڑکے لڑکیوں کی نشست وبرخاست کا انتظام علیحدہ ہونا چاہیے۔

گزشتہ اقوام کی تباہی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ گناہ کے کام مل کر اجتماعی طور پر کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ کا ہر عذاب اگرچہ بڑا عذاب ہے لیکن سب سے سخت ترین عذاب قوم لوط پر آیا جو اجتماعی عذاب بھی تھا اور انفرادی عذاب بھی۔اس قوم کے جرائم میں ایک جرم یہ بھی تھا کہ وہ شرم وحیا سے عاری ہوچکی تھی اور بے حیائی کے کام بھری محفلوں میں سرعام کیا کرتے تھے۔قوم لوط کے لوگوں کی گفتگوئیں،ان کی حرکات وسکنات، اشارات وکنایات اور ان کے محلے اور بازار سب کے سب عریانی وفحاشی اور برائی وبے حیائی کا مرقع تھے،تب وہ غضب خداوندی کے مستحق ٹھہرے۔آج کی سیکولر تہذیب نے بھی انسانیت کو حیا کے لبادے سے ناآشنا کر دیا ہے اور انسان کو ثقافت کی آڑ میں اپنے خالق ومالک سے دور کر کے تباہی وبربادی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے۔پس جو بھی اس بے ہودگی وہوس نفس کی ماری پرکشش اورفریب زدہ سیکولر تہذیب میں داخل ہوگا وہ [ان الانسان لفی خسر] کی عملی تصویر بنتے ہوئے ممکن ہے کہ قوم لوط میں شمار ہو کہ یہ سیکولر فکر خالصتاً ابلیس اور اس کے پیروکاروں کا راستہ ہے جس کا انجام بھڑکتی ہوئی آگ کی وادیاں ہیں۔جو اس نقصان سے بچنا چاہے اس کے لیے کل انبیاء علیہم السلام کا طریقہ حیات موجود ہے جسے بسہولت حیاداری کا نام دیا جاسکتا ہے کہ اس دنیا میں انسانوں سے حیا اور روز محشر اللہ تعالی بزرگ وبرتر کے سامنے پیش ہونے کا خوف وحیا۔

رب کائنات کی بندوں سے محبت

جناب مولانا امیر افضل اعوان

دنیا میں بسنے والے سبھی ذی روح اللہ پاک کی مخلوق ہیں اور ان میں انسان کو رب کائنات نے اشرف المخلوقات کا درجہ دے کر امتیازی حیثیت سے سرفراز کیا اور اپنا خلیفہ بناتے ہوئے اس کے سر پر وہ تاج سجایا کہ فرشتے بھی انسان کو رشک وتفاخر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ انسان کو مسجود ملائک کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے اس کی جداگانہ حیثیت کو اس قدر نمایاں کردیا کہ اب مخلوق میں سے کوئی بھی حضرت انسان کی برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ گو کہ کائنات میں بسنے والے تمام انسان اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں اور سب میں ہی تقویٰ و فجور کی صلاحیتیں پائی جاتی ہیں، لیکن بعض انسان اپنے کردار اور اخلاق کے سبب اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوتے ہیں۔ کیونکہ محبت اللہ تعالیٰ کی حقیقی اور اختیاری صفت ہے جس سے انکار ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے، حالانکہ کتاب وسنت سے رب کائنات کی دیگر صفات کی طرح صفت محبت بھی ثابت ہے اور اس حوالے سے قرآن مجید کی بہت سی آیات اس صفت پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح صحیح بخاری ومسلم کی حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ عزوجل جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبریلؑ سے فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے محبوب جان اس پر جبریلؑ اہل السماء سے کہتے ہیں کہ تمہارا رب فلاں انسان سے محبت کرتا ہے تم بھی اسے محبوب سمجھو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہل الارض میں بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے۔''

جس طرح خداوند کریم نے اپنی محبوب صفات کا ذکر فرما کر جہاں اپنی پسند وناپسند کا معیار واضح فرما دیا وہاں پر اپنی محبت ونفرت کا بھی واضح ثبوت فراہم کردیا۔ لیکن اس کے باوجود بعض گروہ نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی بے راہ روی اور بدعملی میں مبتلا کر کے دعوی کرتے ہیں کہ کیونکہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ اللہ کون سے کاموں سے راضی اور کون سے کاموں سے ناراض ہوتا ہے' اس لئے عمل کا کوئی فائدہ نہیں اور جنت وجہنم کے معاملے میں عمل وکردار کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ درحقیقت ایسے طبقات جہالت اور بدعملی کو فروغ دینے والے شیطان کے ایجنٹ ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات پر عمل کرنے والوں کیلئے اپنی محبت کو واضح طور پر ثابت فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''احسان کرو اللہ محسنین کو دوست رکھتا ہے۔''

اسی طرح ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

''انصاف کرو، اللہ مقسطین کو پسند فرماتا ہے۔''

اسی طرح کتاب الایمان بخاری ومسلم میں ہے کہ جبریلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ [فاخبرنی عن الاحسان] جس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو یقیناً وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں احسان کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات میں لفظ احسان مختلف صیغوں کے ساتھ استعمال ہوا ہے: ''یقیناً اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔''

''اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنے کا حق ہے، اللہ تمہیں ایسے روزیاں دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے جو صبح خالی پیٹ گھونسلوں سے اڑان بھرتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹوں لوٹتے ہیں۔''

احسان کی ضرورت صرف انسانوں کو ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کو ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں شداد بن اوسؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے کہ ہر چیز کے ساتھ احسان روا رکھو، حتیٰ کہ جب کسی کو قتل کرو تو اس میں بھی اچھا رویہ اختیار کرو (قصاص یا حد لگا کر قتل کرنا مراد ہے) اور جب ذبح کرو تو ذبح کرنے میں بھی احسان کرو (ذبح کے وقت) چھری تیز کرلیا کرو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔''

اسی طرح صبر اور توکل کرنے والے بھی اللہ کے محبوب ہوتے ہیں [واللہ یحب الصبرین] [ان اللہ یحب المتوکلین] یعنی ''اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں اور توکل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

بخاری ومسلم کی روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، وضاحت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ خوش نصیب ہوں گے جو دم جھاڑ نہیں کرواتے، بدشگونی نہیں پکڑتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

ترمذی کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنے کا حق ہے، اللہ تمہیں ایسے روزیاں دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے جو صبح خالی پیٹ گھونسلوں سے اڑان بھرتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹوں لوٹتے ہیں۔''

اسی طرح بیہقی کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے صبر اور توکل کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ

''جبریلؑ نے مجھے بتایا کہ انسان جب تک اپنی روزی مکمل نہیں کرتا اسے موت نہیں آتی، اس لیے تم اللہ سے ڈرو اور مال کی طلب میں اعتدال اختیار کرو اور رزق میں تاخیر ہونے پر بے صبر ہو کر اللہ کی معصیت کی راہ اختیار نہ کرو کیونکہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔''

آج کے اس مادہ پرستی کے دور میں ہر کوئی مسائل کی کثرت اور وسائل کی قلت کا رونا روتے نظر آتا ہے

باقی صفحہ 14 پر

مولانا معین الدین لکھویؒ

علم وعمل کی ممتاز ہستی!

تحریر: جناب مولانا یوسف انور

مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ بلاشبہ یگانہ روزگار اور علم وعمل کی تاریخی وممتاز ہستی تھے جن کی دینی وسیاسی اور جماعتی وملی خدمات کی دلآویز یادیں ہمیشہ دل ودماغ میں تازہ رہتی ہیں۔ مولانا علیہ الرحمہ کے ساتھ گذرے ہوئے شب وروز کے لمحات میرے حاصل زندگی اور میرے لیے ہمیشہ مشعل راہ رہے۔ ان کی پرکشش قیادت' جسمانی جمال' نفسانی کمال' کریمانہ اخلاق' باعظمت کردار اور شریفانہ عادات واطوار روشنی کے ایسے مینار تھے کہ دل خود بخود منور ہو جاتے اور آپ کی طرف کھینچے چلے جاتے تھے۔ طبیعتیں تھیں کہ خود بخود آپ پر نچھاور ہوتی جاتی تھیں۔ آپ شرف وعظمت اور فضل وکمالات کی سب سے بلند چوٹی پر جلوہ فگن تھے' اپنے نامور آباؤ اجداد اور فضیلت مآب خاندان کے اسلاف وصالحین کی تابندہ دینی روایات کے وہ امین تھے۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا محی الدین لکھویؒ زہد وتقویٰ اور دعوت وارشاد میں نمونہ اسلاف تھے لیکن مولانا معین الدین ہمہ اوصاف شخصیت کے مالک تھے۔

موت برحق سہی لیکن جب اوپر تلے اس کا رزق بننے والے پیاروں کی تعزیت نامے لکھنے بیٹھیں تو سب کچھ جانتے ہوئے بھی طبیعت پر پڑنے والا بوجھ برداشت سے باہر ہونے لگتا ہے اور آتش کا یہ مصرعہ جیسے ہر منظر کا حصہ بن جاتا ہے کہ ؎

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے؟!

لیکن کیا کیا جائے' بقول شاعر ؎

ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

دراصل مخلص دوست واحباب اور بزرگ رہنما وقائدین زندگی کا قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں اور ان کی اس جہان فانی سے رخصتی نہ صرف قلب وذہن کو ہمیشہ کے لیے مغموم کر دیتی ہے بلکہ یادوں کی ایک بھاری گٹھڑی بھی ذہن پر لاد دیتی ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

مولانا لکھوی رحمہ اللہ اعلیٰ قسم کے ایسے عالم دین تھے کہ ان کی میٹھی میٹھی باتیں وگفتگو اور ملفوظات ایسے تھے کہ جیسے منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ طہارت وپاکیزگی اور خوش لباس وخوش گفتاری کے لحاظ سے مولانا محمد داؤد غزنوی کے بعد میں نے مولانا لکھوی کو ان اوصاف سے متصف دیکھا تھا۔

مولانا لکھویؒ ان چند اہل علم میں خاص طور پر نمایاں تھے جو مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی دعوت پر بلائے گئے۔ اس ابتدائی اجلاس ۱۹۴۹ء میں موجود تھے جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی داغ بیل ڈالی گئی۔ پھر سالہا سال بعد وہ دور بھی آیا کہ ان بزرگوں کے یکے بعد دیگرے دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد قریبا اٹھارہ برس تک مولانا لکھوی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے عہدہ جلیلہ یعنی منصب امارت پر فائز رہے۔ آپ کو نظامت علیا کی ذمہ داریاں ادا کرنے والے سرگرم وفعال رہنما میاں فضل حق مرحوم کی رفاقت حاصل رہی۔

صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے جب مجلس شوریٰ بنائی تو دونوں حضرات مولانا لکھوی اور میاں صاحب اس کے ارکان نامزد کیے گئے۔ جنرل صاحب نے اسلامائیزیشن کے جن اقدامات کا نفاذ کیا بیت المال' عشر وزکوٰۃ کا نظام اور وفاق المدارس وقادیانیت آرڈیننس وغیرہ اس سلسلہ کے امور دینیہ میں دونوں حضرات کی مشاورت کو جنرل صاحب بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ اسلام آباد میں جامعہ سلفیہ کے لیے اراضی کے حصول میں مولانا لکھویؒ نے بڑی محنت اور تگ ودو کی۔ مزید ایسے نفاذ اسلام کے اقدامات کے سلسلہ میں جنرل صاحب نے انصاری کمیشن مولانا ظفر احمد انصاری کی سربراہی میں تشکیل دیا۔ مولانا لکھویؒ اس کے بھی رکن تھے۔ مولانا نے آئینی سفارشات کی ترتیب وتدوین میں اس فورم پر بھرپور کام کیا تھا لیکن افسوس کہ جنرل صاحب کو ایک سانحہ کا شکار کر کے نفاذ اسلام کا کیا دھرا یہ سارا کام سبوتاژ کر دیا گیا۔ ع

بسا آرزو ہا کہ خاک شدہ!

مولانا لکھوی کی جماعتی وقومی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے' وہ تین مرتبہ ضلع قصور سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوتے رہے۔ اس حیثیت سے انہوں نے اپنے حلقۂ انتخاب میں عوامی فلاح وبہبود کے لیے بہت سے ادارے' ڈسپنسریاں' طلبہ وطالبات کے سکولز کی عمارات اور ٹیلیفون ومواصلات کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ جماعتی فرائض کی ادائیگی میں ملک بھر کے اہم مقامات پر آپ کے خطبات جمعہ' کانفرنسوں اور جلسوں میں وعظ وتذکیر کے پروگرام جماعتی تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ مرکزی جمعیت کی کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۷۹ء کے موقع پر آپ کا خطبۂ صدارت معرکۃ الآراء اور تاریخی نوعیت کا تھا۔ اسی کانفرنس میں علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی خطابت جوبن پر تھی۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں امام حرم الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل مرحوم نے خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔

مولانا لکھویؒ نے جماعت کے قدیمی ادارہ جامعہ محمدیہ کے ناظم کی حیثیت سے مصروفیات کے اس اہم ترین شعبہ میں بھاری ذمہ داریاں نبھائیں۔ تعمیر نو کا جب بیڑا اٹھایا تو جامعہ کے شایان شان اور خوبصورت جدید ترین بلڈنگ تعمیر کر ڈالی۔ سالانہ اخراجات کے لیے الگ دورے کرتے۔ اساتذہ وطلبہ کو بہتر سے بہتر سہولیات مہیا کرنے میں کبھی بخل سے کام نہ لیتے۔ سالانہ تقریب بخاری کے مبارک موقع پر علمی شخصیات کو مدعو فرماتے اور عوام الناس کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے عوامی مقررین کی تقاریر بھی پروگرام کا حصہ ہوتیں۔

فیصل آباد کو یہ شرف حاصل رہا کہ مولانا علیہ الرحمہ ہر رمضان المبارک کا دوسرا جمعہ ہماری مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار میں ارشاد فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ برسوں

مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ بلاشبہ یگانہ روزگار اور علم وعمل کی تاریخی وممتاز ہستی تھے جن کی دینی وسیاسی اور جماعتی وملی خدمات کی دلآویز یادیں ہمیشہ دل ودماغ میں تازہ رہتی ہیں۔

پیشتر مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کی عرضداشت پر انہوں نے تا زندگی جاری رکھا۔ مولانا علیہ الرحمہ ان صلحائے امت کے گروہ پاکباز سے تعلق رکھتے تھے جو رعایت کی بجائے عزیمت کو مقدم رکھتے تھے۔ سفر وحضر میں نمازیں جمع کرنے کی بجائے وقت پر ادا کرتے۔ شدید سردی کے موسم میں ایک دفعہ فیصل آباد میں تشریف رکھتے تھے' نماز کے وقت ہم سب نے جرابوں پر مسح کیا مگر مولانا نے جرابیں اتار کر پاؤں دھوئے' میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ اس موسم میں مسح کر لیتے' فرمانے لگے: ''کیا پاؤں دھونے سے زیادہ ثواب نہیں ہوگا۔''

فیصل آباد میں رمضان المبارک کے علاوہ سال میں دو تین بار حاجی غلام محمد مرحوم اور صوفی احمد الدین مرحوم' مولانا کو تشریف لانے کی زحمت دیتے تو وہ ان بزرگوں کے اخلاص اور دینی عقیدت ومحبت کو بڑی وقعت دیتے۔ ایک رات ایک بزرگ حاجی غلام محمد اور دوسری رات صوفی صاحب مرحوم کے مکان پر گذارتے' نماز فجر کے بعد مسجد عمر سول لائن میں درس قرآن مجید ارشاد فرماتے جس کے بعد شرکائے محفل کو ذکر واذکار اور رزق حلال کھانے کمانے کی تلقین فرماتے۔ کبھی کبھار حاجی صاحب' صوفی صاحب اور ان سطور کا راقم مولانا سے ملاقات اور دعائیں لینے کے لیے اوکاڑہ حاضر ہو جاتے۔

تحریک پاکستان میں دونوں بھائیوں مولانا محی الدین اور مولانا معین الدین نے بھر پور حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں ممدوث خاندان کے کسی فرد سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ان علماء نے نواب افتخار حسین ممدوث (جو تقسیم ملک کے بعد پنجاب کے پہلے وزیر اعلیٰ تھے) کے ساتھ مل کر ضلع فیروز پور میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کے دوران کس قدر جد وجہد کی' تقسیم کے بعد ختم نبوت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریکوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔

۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا معین الدین اوکاڑہ میں جلسوں سے خطاب کرتے اور جلوسوں کی قیادت کرتے۔ آپ ان دنوں جوان رعنا تھے۔ تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی پاداش میں اوکاڑہ اور ساہیوال کی جیلوں میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ فیصل آباد میں اس تحریک میں راقم الحروف نے صغرسنی کے باوجود شہر کے علماء مولانا تاج محمود' مولانا عبیداللہ احرار' مولانا عبدالرحیم اشرف' مولانا علی محمد صمصام اور مولانا محمد صدیق رحمہم اللہ اجمعین کی قیادت میں شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہوئے چند ہفتے ڈسٹرکٹ جیل میں گذارے۔

مولانا لکھوی میرے والدین کی للّٰہیت اور صالحیت' علماء کرام سے ان کی محبت وعقیدت سے بہت متاثر تھے۔ دونوں کی وفات کی خبر میں مولانا کو دیتا رہا وہ تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر تشریف لاتے رہے اور دونوں کی نماز جنازہ انہوں نے پڑھائی۔ وہ جب بھی فیصل آباد تشریف لاتے تو مولانا عبیداللہ احرار جو ان کے ضلع فیروز پور سے تعلق رکھتے تھے اور جنہوں نے مجلس احرار اور جمعیۃ اہل حدیث میں سرگرم ہوتے ہوئے جامعہ سلفیہ کی تعمیرات وترقیات میں بڑا کام کیا ان کے صاحبزادے سیف اللہ احرار سے ملتے۔ اسی طرح شیخ الحدیث مولانا حافظ حکیم محمد احمد پٹوی کے صاحبزادے حکیم حافظ محمد عبداللہ پٹوی اور ان کے صاحبزادوں سے وقت نکال کر ملاقات فرماتے اور پرانی یادوں کو موضوع سخن بناتے۔ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف کی قیامگاہ جناح کالونی میں ملکی حالات وسیاسیات وغیرہ مسائل پر گفتگو رہی۔ بعض اوقات ان قائدین میں مفتی زین العابدین' مولانا محمد صدیق اور میاں فضل حق بھی تشریف فرما ہوتے۔

اس حقیقت میں کوئی مبالغہ نہیں کہ مولانا لکھوی علیہ الرحمہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے' وہ علم ودانش اور حکمت کا مجسمہ تھے جنہوں نے ہر سطح پر اور ہر جہت میں مساعی حسنہ کی نادر مثالیں چھوڑی ہیں۔ انہیں ہر جگہ' ہر مجلس ومحفل میں کمال کا ادب واحترام حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ بخشش وغفران سے انہیں نوازے اور فردوس بریں میں بلند درجات مرحمت فرمائے۔ طویل علالت کے بعد مولانا لکھوی نے ۹ نومبر ۲۰۱۱ء کو وفات پائی۔ نماز جنازہ مولانا کے بھتیجے ڈاکٹر پروفیسر حماد لکھوی نے پڑھائی جبکہ شرکائے جنازہ کی تعداد شمار سے باہر تھی۔

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

.....✿✿✿.....

جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد کی تعمیر نو کی تقریب

مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد جس کی تعمیر نو کی سنگ بنیاد کی تقریب سعید مؤرخہ ۲۷ جنوری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حاجی بشیر احمد صدر انجمن اہل حدیث رجسٹرڈ فیصل آباد نے فرمائی۔ تلاوت قرآن حکیم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں پرنسپل جامعہ سلفیہ چوہدری محمد یٰسین ظفر نے تقریب کے انعقاد کی غرض وغایت' مسجد کی پون صدی بنی ہوئی عمارت کی بعض جگہوں سے خستہ حالی اور پرانے پن کے حالات کے پیش نظر مسجد کی تعمیر نو کا پروگرام اور آج اس کی سنگ بنیاد کی مبارک تقریب میں شہر بھر کے علمائے کرام' ممتاز تاجروں اور دینی مدارس کے اساتذہ وطلبہ خصوصا جامعہ سلفیہ کے شیوخ الحدیث کی تشریف آوری اور ان کے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھے جانے پر خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا۔ ان کے بعد خطیب مسجد مولانا محمد یوسف انور نے اس عظیم مسجد کی اولین تعمیر کرنے والوں میں حکیم نور الدین' مولانا عبدالواحد' شیخ عنایت اللہ' مستری فتح محمد' مولانا احسان الحق' چوہدری محمد حسین رحمہم اللہ اجمعین کی کاوشوں کا ذکر کیا اور تقسیم ملک کے بعد مختلف ادوار میں مسجد کی انتظامیہ کے صدور اور سیکرٹری حضرات مولانا محمد اسحاق چیمہ' مولانا عبیداللہ احرار' حاجی عبدالکریم مسافر' حاجی محمد یوسف چغتائی' حاجی فیروز الدین' حاجی محمد شریف' صوفی احمد الدین رحمہم اللہ اجمعین کی مساعی حسنہ اور مسجد کی ترقی وآبادی میں دلچسپی کا ذکر کیا اور موجودہ انتظامیہ حاجی بشیر صدر انجمن' جنرل سیکرٹری میاں محمد ایوب صابر سابق صدر فیصل آباد چیمبر آف کامرس اور ان کے رفقاء شیخ محمد ارشد' شیخ محمد عمران' حاجی محمد عباس بھلہ' حافظ محمد ایوب اور دیگر کی تعمیر نو کے سلسلہ میں کاوشوں کو سراہا۔

انہوں نے مسجد کی تعمیر اول میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کی خصوصی رہنمائی اور تعمیری اخراجات میں ترغیب پر بلڈنگ کی تعمیر وغیرہ امور پر روشنی ڈالی۔ پاکستان بننے پر یکے بعد دیگرے خطبائے عظام مولانا احمد الدین گکھڑوی' مولانا علی محمد صمصام' مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی' مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ناظم دارالقرآن والحدیث رحمہم اللہ اجمعین کی خطابتی ذمہ داریوں اور پھر مولانا محمد صدیق مرحوم کی قریبا پچیس برس خطابت کی شعلہ نوائی اور شہر ومضافات میں تبلیغی سرگرمیوں اور ان کی مسلک اہل حدیث کے لیے مجاہدانہ خدمات کو بیان کیا۔

مولانا محمد صدیق کے انتقال کے بعد مولانا موصوف نے گذشتہ بائیس تیئس برس کی خطابت ودرس قرآن مجید اور ضلع میں امن وامان کے قیام کے سلسلہ میں دوسرے مکاتب فکر کے ہمراہ اتحاد ویگانگت کی کوششوں کا تذکرہ تفصیل سے کیا۔

باقی صفحہ 17 پر

نام کتاب: **سوانح حیات مولانا خالد گرجاکھیؒ**

تالیف: حکیم مولانا محمد صفدر عثمانی

صفحات: 160 صفحات میڈیم سائز' کارڈ کور

ناشر: ادارہ تحقیقات عثمانیہ اہل حدیث' نوشہرہ روڈ اعوان چوک' گوجرانوالہ

تبصرہ نگار: جناب حافظ محمد اسلم شاہد روی

مولانا نور حسین گرجاکھیؒ جماعت اہل حدیث کی عظیم شخصیات میں سے تھے' جن کے وعظ و تبلیغ نیز پنجابی شاعری سے احباب جماعت مستفید ہوتے رہے۔ مولانا نور حسین ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے اور ۱۹۵۱ء کو انہوں نے وفات پائی۔ گوجرانوالہ شہر کی نواحی بستی گرجاکھ جواب شہر کا حصہ ہے میں انہوں نے قدم رنجہ فرمایا' مرکزی مسجد اہل حدیث تعمیر فرمائی اور اپنی علمی وراثت چھوڑ گئے۔

ان کی اولاد میں سے مولانا خالد گرجاکھی نے تبلیغ مسلک حق کے اس چمن کی آبیاری کی۔ کتب اور مطالعہ سے بھی مولانا کا خاص تعلق رہا' مولانا نور حسین کے ایک فرزند راسخ عرفانی (مرحوم) اور دوسرے ثاقب عرفانی بھی شعروادب سے تعلق رکھتے ہیں۔

مولانا خالد گرجاکھی کے ہاں تبلیغی دین کا جذبہ بہت نمایاں تھا' وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع گوجرانوالہ کے ناظم تھے اور میاں فضل حق (مرحوم) امیر ضلع تھے' اس دور میں تبلیغ کے لیے یہاں سے قافلے صوبہ بھر کے لیے نکلتے' ضلع میں تبلیغ واشاعت کا کام منظم طریقے سے جاری رہا۔ اس تنظیم کی سالانہ رپورٹ کے ساتھ عموماً تبلیغی نقطۂ نظر سے کوئی مختصر کتابچہ بھی شائع کیا جاتا تھا۔

مولانا خالد گرجاکھی نے عربی اور اردو میں تصنیف' تعلیق' حاشیہ اور ترجمہ کا کام بھی کیا' اس طرح ان کی کتب کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔ ان میں سے ''اسلام کی امانت سینوں میں ہے ہمارے'' نامی کتاب بہت قابل قدر کاوش ہے جو حضرت نے مجھے اپنے دست مبارک سے عنایت فرمائی تھی۔

مولانا صفدر عثمانی نے ان کے احوال اور تبلیغی و تنظیمی جدوجہد کا ایک خاکہ سا پیش کر دیا ہے' جس میں بہت کچھ رنگ بھرا جا سکتا ہے۔ ۱۱ جنوری ۱۹۲۲ء کو پیدا ہونے والی اس عظیم شخصیت نے اپریل ۲۰۰۵ء کو گرجاکھ میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ آمین!

.....

نام کتاب: **تذکرے میرے حضور ﷺ کے**

اعداد و تالیف: پروفیسر محمد سعید کلیروی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

صفحات: 320 صفحات

پبلشر: دارالقدس' اردو بازار لاہور

تبصرہ نگار: محمد عمران مجاہد

اسلام عالمگیر اور ہمہ گیر دینی تحریک ہے جس کی الہامی کتاب قرآن مجید ہے جو ہر دور کے انسان کی ہر گوشہ حیات میں رہنمائی کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ اس لحاظ سے دین فطرت ''اسلام'' قرآن مجید اور سیرت طیبہ ایک ہی سلسلہ کی تین مربوط اور منظم کڑیاں ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت با مقصد زندگی میں کمال حاصل کرنے کی راہِ مستقیم دکھاتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر مؤلف کتاب نے کتاب وسنت کے بنیادی اور اہم مصادر سے اخذ کرتے ہوئے زیر نظر کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ مؤلف کتاب نے عرب' محل وقوع اور قومیں اور ان کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے آپ ﷺ کی پیدائش کا تذکرہ کیا اور خاندان نبوت کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کی نبوت اور دعوت کا ذکر کیا۔ پھر مکی اور مدنی زندگی اور آپ ﷺ کے مغازی کو بیان کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آنے والے وفود کا ذکر اور اس طرح تقریباً ستر کے قریب وفود کا ذکر کیا ہے۔ مستند کتب کی روشنی میں اور پھر آپ ﷺ کا حج اور خطبہ حجۃ الوداع کا ذکر بہترین انداز میں بیان کیا۔ اس طرح آپ ﷺ کا رفیق اعلیٰ کی جانب سفر کا تذکرہ اور بیماری کے ایام کا ذکر اور آخر میں آپ ﷺ کی ازواج کا ذکر فرمایا ہے۔

زیر نظر کتاب سیرت پر ایک بہترین کتاب ہے جس میں آپ ﷺ کی پیدائش اور حالات وواقعات کو بخوبی اور مستند ذرائع سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ہر قاری کو گھر' مدرسہ' مسجد اور لائبریری کی زینت بنانا چاہیے تاکہ نبی کریم ﷺ کی صحیح سیرت سے آگاہ ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

.....

نام کتاب: **تجلیات سیرت النبی ﷺ**

اعداد و تالیف: ڈاکٹر پروفیسر عبدالغفار (انجینئرنگ یونیورسٹی)

تقریظ کتاب: ڈاکٹر رانا خالد مدنی ڈائریکٹر سیرت چیئر UMT لاہور

نظر ثانی: حافظ محمود احمد خضری

صفحات: 496 صفحات

ناشر: نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور

تبصرہ نگار: صاحبزادہ حافظ بابر فاروق رحیمی

زیر نظر کتاب تجلیات سیرت النبی ﷺ (سوالاً جواباً) نامور محقق اور معروف سکالر جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفار صاحب کی معرکۃ الآراء تالیف ہے جنہیں حال ہی میں ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان کے ہاتھوں صدارتی ایوارڈ ملا ہے۔ اپنے موضوع کے عنوان سے یہ کتاب نہایت علمی' ادبی اور سیرتی اعتبار سے ایک سمندر ہے۔ موصوف ڈاکٹر صاحب نے سیرت النبی ﷺ کے طالب علم اور دلچسپی رکھنے والوں کے لیے مستند روایات کی روشنی میں سوال وجواب کی شکل میں یہ کتاب تحریر کی ہے جو کہ اپنے موضوع اور ترتیب کے اعتبار سے ایک منفرد کتاب ہے۔ اسی وجہ سے اسے صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ یہ مسلک اہل حدیث کے لیے ایک فخر اور سرمایہ کی بات بھی ہے کہ اتنے بڑے قومی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ یہ کتاب سیرت النبی ﷺ پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ ہم اپنے ان الفاظ کے ذریعے سفارش کرتے ہیں کہ جامعات اور مدارس کے تمام اداروں میں اس کتاب کو شامل کیا جائے۔ تاکہ مستند روایات کی روشنی میں طالب علم سیرت النبی ﷺ سے آگاہ ہو سکیں۔ کتاب کی طباعت کا معیار نہایت عمدہ اور اعلیٰ ہے' اس کا ٹائٹل بھی دلنشیں اور جاذب نظر ہے۔ موصوف ڈاکٹر عبدالغفار صاحب PHD سکالر ہیں' سیرت نگاری پر وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ ان کے مختلف عنوانات پر بہت سارے مقالے قومی اور بین الاقوامی جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب کو بہت ساری نیشنل اور انٹرنیشنل کانفرنسوں میں بھی مقالہ جات پڑھنے کا موقع ملا ہے۔

.....

طب و صحت

انڈا..... روزانہ ایک کھائیے

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

انڈا ایک بہترین غذا ہے جو مقبول و معروف ہے۔ غذائی اہمیت کے اعتبار سے دودھ کے بعد اس کا نمبر ہے۔ انڈا ہر عمر اور ہر موسم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مقوی غذا ہونے کے ساتھ ساتھ دماغ اور آنکھوں کو تقویت دیتا ہے۔ بیماری کے بعد ہونے والی نقاہت کو دفع کرتا ہے، لوگ اسے موسم سرما کی غذا خیال کرتے ہیں لیکن یہ موسم گرما میں بھی مفید ہے۔ انڈا پروٹین، فاسفورس اور کیلشیم سے بھرپور ہے۔ سو گرام انڈے میں حسب ذیل غذائی اجزا پائے جاتے ہیں:

توانائی ۶۳۲ احرارے (کیلوریز)، سوڈیم ۱/۶ ملی گرام، لحمیات (پروٹین)، ۱۲،۸ گرام، حیاتین الف ۱۴۰ ملی گرام، چکنائی ۵۔ ۱۱ گرام، نشاستہ ۷..... کیلشیم ۵۴ ملی گرام، حیاتین ج ۱۰، ..... فاسفورس ۲۰ ملی گرام، فولاد ۷۰۔ ۲ ملی گرام۔

پروٹین، گوشت پوست، رگوں اور پٹھوں کی ساخت کے کام آتے ہیں۔ اس سے جسم میں طاقت اور حرارت پیدا ہوتی ہے۔ کیلشیم، فولاد، فاسفورس بدن انسانی کے لیے بڑے اہم ہیں۔ کیلشیم پھیپھڑوں کی ساخت کو درست رکھنے اور جسم کی نشوونما میں اور پیشاب کی تیزابیت دور کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ فولاد خون کے سرخ ذرات پیدا کرتا ہے۔ فاسفورس اعصاب کو طاقت دیتا ہے۔ انڈے میں معدنی نمک بھی پائے جاتے ہیں۔ شیخ الرئیس بوعلی سینا کے نزدیک انڈا تقویت قلب کے لیے مفید ہے۔ انڈا ابال کر اور سالن میں پکا کر کھایا جاتا ہے۔ اکثر لوگ انڈے کو ناشتے کا اہم جزو بناتے ہیں۔ موسم سرما میں انڈوں کا حلوہ بھی بنایا جاتا ہے۔ ویسے تو کئی جانوروں کے انڈے استعمال ہوتے ہیں مگر ہمارے ہاں مرغی کے انڈے زیادہ کھائے جاتے ہیں، اس کے بعد بطخ کے انڈے۔

انڈے میں موجود سفیدی مفید ہے جبکہ زردی زیادہ مفید ہوتی ہے۔ انڈے کو کبھی آگ پر نہیں پکانا چاہئے اور نہ ہی زیادہ سخت پکانا چاہئے۔ اس طرح انڈے میں موجود سفیدی اور زردی کے جوہر موثرہ زائل ہو جاتے ہیں۔ تیز آگ پر انڈے میں موجود پروٹین کے ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ عموماً انڈا ہاف (بوائل) پکاتے ہیں تاکہ جو ہر زائل نہ ہو جائیں۔ انڈے کس قدر کھائے جائیں اس بارے کوئی حتمی رائے نہیں ہے۔ ایک خیال ہے کہ جس قدر انڈے کھائیں مفید ہے۔ دوسری رائے ہے کہ انڈوں کا بکثرت استعمال سے کولیسٹرول کی زیادتی ہو کر امراض قلب ہو سکتے ہیں۔ اس لیے مناسب طریقہ اعتدال ہی کا ہے۔ انڈے کو ابال کر چھیل کر سفیدی اور زردی سمیت کھایا جاتا ہے۔ بعض لوگ کچا انڈا ہی پی جاتے ہیں مگر مناسب طریقہ یہ ہے کہ انڈے کو پانی میں اتنی دیر تک ابالا جائے کہ سفیدی پک جائے اور زردی پکنے کے قریب ہو یعنی پورے طور پر نہ پکے پھر اس کو اتار کر چھیل کر اس پر ذرا سا نمک اور مرچ چھڑک کر کھایا جائے۔ ایک طریقہ ہاف بوائل کھانے کا ہے۔ انڈے کو دودھ میں پھینٹ کر شہد میں میٹھا کر کے پینا مفید ہے ترکیب یہ ہے:

انڈے کی سفیدی اور زردی نکال کر صاف پیالے میں رکھیں اس کے اوپر جوش کھایا ہوا دودھ ڈال کر پھینٹ لیں، پھر شہد ملا کر پی لیں۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدردی سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ ●

مناسک حج کی ادائیگی کے لیے خصوصی انتظامات کیے جائیں گے

سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم عیسیٰ کا ہوپ سے خطاب میں اظہار خیال

◉ دی مسلم ورلڈ لیگ (رابطہ العالم الاسلامی) کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم عیسیٰ نے کہا ہے کہ سعودی عرب اور پاکستان کا نجی شعبہ عازمین حج کی بہترین خدمت کر رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے حج آرگنائزرز ایسوسی ایشن آف پاکستان کے مرکزی رہنما حافظ شفیق کاشف کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کیا' انہوں نے کہا کہ حج سے متعلق امور بارے جو صلاحیت اور مہارت کئی ممالک برسوں سے حاصل نہ کر سکے وہ پاکستان کے نجی شعبے نے چند برسوں میں حاصل کر لی اور اس کا بھرپور مظاہرہ پچھلے کئی برسوں سے کر رہا ہے۔ سعودی عرب میں حج و عمرہ میں نجی شعبے کے کردار کا فیصلہ کئی برسوں کے تجربے کے بعد کیا گیا جو بے حد کامیاب رہا۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر ممالک نے اس سے بھرپور استفادہ کر کے اپنے مسائل ختم کر لیے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نجی شعبے کے پاس بہترین موقعہ ہے کہ وہ اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ سچے دل اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ کے مہمانوں کی خدمت کر کے اپنی دنیا و آخرت بہتر بنا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد نے کہا کہ حج آرگنائزرز کو چاہیے کہ وہ حرمین شریفین میں حجاج کی خدمت اور کردار سازی کے لیے علماء و مشائخ سے مدد لیں اور عازمین کو مکمل تربیت فراہم کریں بالخصوص مناسک حج کی ادائیگی اور علوم دین سے آگاہی کے لیے خصوصی انتظامات کیے جائیں تاکہ عوام حج کے ثمرات سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

سنیے دعاء کے فرد اور معاشرے پر اثرات

کے مطابق عطا کردوں تو اس سے میرے خزانوں میں صرف اتنی کمی آئے گی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈالنے سے سمندر کے پانی میں کمی واقع ہوتی ہے۔ حدیث نبوی میں ہے: "جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔"

مستحب یہ ہے کہ مسلمان نبی ﷺ سے منقول جامع دعائیں کرے، جیسے فرمانِ الٰہی ہے:

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔" (البقرۃ)

نبی ﷺ اکثر یہی دعا مانگا کرتے تھے۔ یا جیسے یہ دعا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کے قریب لے جانے والے ہر قول و عمل کا سوال کرتا ہوں۔ جہنم اور اس کے قریب لے جانے والے ہر قول و عمل سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

اے اللہ! تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، ہدایت یافتہ ائمہ، خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، علی سے راضی ہو جا۔ یہ ایسی شخصیات تھیں جو سچائی پر گامزن رہ کر اس کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ اے اللہ! تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا تابعین سے راضی ہو جا اور ان کے تا قیامت ان کے نقش قدم پر چلنے والوں سے راضی ہو جا۔ اے ارحم الراحمین! اپنے فضل و کرم اور احسان سے ان کے ساتھ ساتھ ہم سے بھی راضی ہو جا۔ آمین!

اخبار الجماعۃ

اظہارِ تشکر

⊙ سب سے پہلے ہم اس خالق و مالک کے شکر گزار ہیں جس نے ہمیں بے لوث، مخلص اور باکردار قیادت عطا فرمائی جن کی کاوشوں کی بدولت آج مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان عالمی منظر نامے پر نمایاں حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اندرون و بیرون ملک جماعت کی اہمیت مسلمہ ہے۔ ایوان بالا اور ایوان زیریں نیز حکومتی حلقوں میں دیگر جماعتوں کے مقابلے میں ہماری قیادت و جماعت کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ والحمد للہ علی ذلک! یاد رہے کہ جماعت کی یہ شان و شوکت اور بے مثال ترقی امیر محترم جناب پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ کی شبانہ روز محنتوں کا ثمر ہے۔ جزاھم اللہ خیرا! مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زیر اہتمام بین الاقوامی دو روزہ پیام امن کانفرنس جو مؤرخہ ۲۲، ۲۳ جنوری ۲۰۱۷ء کو پاک چائنہ فرینڈ شپ سنٹر اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں احباب جماعت کی شمولیت نے کانفرنس کو چار چاند لگا دیے۔ نیز دور دراز سے پر صعوبت سفر کر کے تشریف لانا جماعت کے ساتھ لازوال تعلق کی علامت اور جماعتی قیادت پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پر بھرپور اعتماد کا اظہار ہے۔ جس کے لیے امیر مرکزیہ اور ناظم اعلیٰ صاحب کے حکم پر میں آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں اور اپنی طرف سے بھی کانفرنس کی شاندار کامیابی پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اسی طرح آپ امیر محترم اور ناظم اعلیٰ صاحب کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ فقط والسلام! (سید عتیق الرحمٰن شاہ کشمیری)

مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی وہاڑی کا اجلاس

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی وہاڑی امن و امان اور رفاہ عامہ کے حوالہ سے مثالی کردار ادا کر رہی ہے۔ بحمد اللہ! گزشتہ ایک سال میں بیسیوں افراد کی لاکھوں روپے سے امداد کی جا چکی ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی وہاڑی کا اجلاس بروز سوموار ۹ جنوری ۲۰۱۷ء کو سٹی دفتر میں منعقد ہوا جس میں سٹی ناظم نے تبلیغی اور رفاہی کاموں کا جائزہ پیش کیا۔ اجلاس میں گفتگو کرتے ہوئے ناظم مالیات سٹی و تحصیل وہاڑی شیخ محمد شاہد نے شعبہ بیت المال کو مزید فعال اور منظم کرنے کا عزم کیا۔ ناظم تبلیغ مولانا رحمت اللہ فیصل نے اخلاص کے موضوع پر عمدہ گفتگو فرمائی۔ قاری عبدالقیوم ربانی ناظم تبلیغ تحصیل مہمان خصوصی تھے۔ جماعتی ذمہ داران و دیگر افراد نے اجلاس میں شرکت کی۔

منجانب: سیکرٹری نشر و اشاعت ثناء اللہ عابد وہاڑی شہر

تبلیغی و تربیتی اجتماع

⊙ بتاریخ ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ فروری ۲۰۱۷ء بروز بدھ، جمعرات، جمعۃ المبارک زیر سرپرستی شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد الیاس اثری بمقام: تبلیغی مرکز مسجد محمد رسول اللہ نیو ٹمبر مارکیٹ، عالم چوک بائی پاس گوجرانوالہ۔ (نوٹ) اجتماع ۲۲ فروری بروز بدھ نماز ظہر تا ۲۴ فروری نماز جمعہ تک ہوگا۔ احباب موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ رابطہ: 0306-2439786

0301-6445042 0301-6309804

پروفیسر عبدالرحمٰن شارق کا اعزاز

⊙ ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث بہاولنگر جناب پروفیسر عبدالرحمٰن شارق کو ڈاکٹریٹ (PHd) کی ڈگری جاری کر دی گئی۔ انہوں نے پی ایچ ڈی کے لیے اپنا مقالہ ''تخریج احادیث و آثار فی المحلی لابن حزم (الجزء الاول)'' پر لکھا۔ چنانچہ پی ایچ ڈی مکمل ہونے پر انہیں اسلامی یونیورسٹی بہاولپور سے ڈگری جاری کر دی گئی۔ اس اعزاز پر ادارہ اہل حدیث مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قائدین و کارکنان انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

۳۸ویں سالانہ اہل حدیث کانفرنس

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث بھرائیاں کے زیر اہتمام ۳۸ویں سالانہ اہل حدیث کانفرنس جامع مسجد محمدی اہل حدیث بھرائیاں میں ۲۷ فروری بروز سوموار بعد نماز عشاء ماسٹر سید اسحاق یوسف کی صدارت میں منعقد ہوگی۔ خطاب مولانا قاری محمد یٰسین بلوچ، مولانا قاری محمد حنیف ربانی، مولانا حافظ محمد عمر صدیق، مولانا حافظ عبدالمنان راسخ۔ حمد و نعت: شاعر اسلام فداء الرحمٰن طیب آف موڑ ایمن آباد۔

منجانب: مولانا سید محمد بلال طاہر، خطیب مسجد ہذا

ہمارا عزم جواں ہے، آؤ ہمارے ساتھ چلو

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی ذیلی تنظیم کو مضبوط، مربوط اور منظم کرنے کے لیے قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی نے درج ذیل اضلاع کے دورے کیے۔

⊙ حافظ آباد..... ۲۲ دسمبر بروز جمعرات اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن حافظ آباد کے زیر اہتمام پیغمبر انقلاب کانفرنس منعقد ہوئی جس میں قائد طلبہ مہمان خصوصی کی حیثیت سے شامل ہوئے، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی قوم میں طلبہ ایک مرکزی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے طلبہ کو تعلیمی اداروں میں بہتر اور سنجیدہ نصاب تعلیم پڑھایا جائے۔

⊙ خانیوال..... ۲۹ دسمبر بروز جمعرات قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی ASF خانیوال کی منعقدہ میٹنگ میاں چنوں گئے۔ اجلاس میں پورے ضلع کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ قائد طلبہ نے ASF خانیوال کے ذمہ داران سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اسلامی نصاب تعلیم کے نفاذ کے لیے جدوجہد تیز کرنا ہوگی۔

⊙ ساہیوال..... ۳۰ دسمبر بروز جمعۃ المبارک قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی، حافظ محمد عثمان اختر عزیزی کی دعوت پر ساہیوال پہنچے، انہوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ساہیوال کی قیادت سے ملاقات کی اور پھر بعد نماز مغرب سفاری پارک کی مسجد میں سیرت تاجدار انبیاء کانفرنس سے خطاب کیا۔

⊙ ننکانہ..... یکم جنوری ۲۰۱۷ء کو محمد اویس اکبر جنرل سیکرٹری ASF ننکانہ کی دعوت پر قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی موڑ کھنڈا ننکانہ پہنچے۔ نماز ظہر کے بعد انہوں نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ملک میں جو تعلیمی نصاب رائج ہے اسے پڑھ کر طلبہ کے اخلاق و کردار کو سنوارنا بہت مشکل ہے۔ اس کے لیے ASF ملک میں ایسے تعلیمی نصاب کی خواہش رکھتی ہے جس کی وجہ سے طلبہ کے اخلاق و کردار بہتر ہو سکیں۔

ان تمام پروگرامز میں راقم الحروف قائد طلبہ کے ہمراہ رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔

منجانب: حافظ طلحہ احسان، پریس سیکرٹری ASF پاکستان

شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس

⊙ ۲ مارچ بروز جمعرات بعد نماز مغرب بستی مہر دین اوکاڑہ سٹی میں شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقد ہوگی۔ حافظ سیف اللہ کمیر پوری، قاری عبدالرحیم کلیم، قاری محمد یٰسین بلوچ، مولانا ناصر مدنی و دیگر علماء خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت AYF صوبہ پنجاب

الاسلام ڈائری 2017ء

- کتاب وسنت کے گلہائے رنگا رنگ سے مزین۔
- جماعتی جذبوں کی امین۔
- قائدین جماعت کے رشحات فکر سے مالا مال۔
- ملک اور بیرون ملک احباب سے رابطے کا ذریعہ۔

ڈائری کی ترسیل جاری ہے۔ شائقین جلد رابطہ کریں۔

رعایتی قیمت = 350/- روپے

رابطہ: مدیر اعلیٰ ہفت روزہ اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور

042-37720257 - 0321-6487892

شناختی کارڈ نمبر: 34101-3207371-5

صدر AYF فیصل افضل شیخ کا دورۂ ساہیوال

⊙ ۶ جنوری کو جناب محترم فیصل افضل شیخ صدر AYF نے ساہیوال پہنچے۔ جامعہ مسجد ثنائیہ سبزی منڈی میں جمعۃ المبارک کے خطبہ کے دوران آپ نے فرمایا کہ کثرت سے استغفار کیا کرو اللہ رب العزت آپ پر آسمان سے بارشیں اور مال واولاد میں برکات نازل فرمائے گا۔ نماز جمعہ کے بعد یوتھ فورس شہر ساہیوال کے کارکنان اور مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں نقابت کے فرائض حافظ محمد عبداللہ ہزاروی نے ادا کیے۔ اجلاس کا آغاز قاری محمد عثمان عزیزی کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ قاری ذیشان عمر نے جماعتی وابستگی کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں صدر AYF فیصل افضل شیخ نے حاضرین کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تاریخی خدمات سے آگاہ کیا۔ یوتھ فورس کی ضرورت واہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی اشاعت اور قرآن وسنت کے احیاء کا ذریعہ ہے۔ تمام کارکنان اسی طرح اپنے حلقۂ احباب میں تبلیغ دین کے فرائض انجام دیتے رہیں۔ امیر شہر قاری نذیر احمد' مرزا اسلیم' حاجی ہدایت اللہ' حاجی عطا محمد' رانا محمد فاروق' حاجی محمد حنیف' محمد یٰسین رحمانی' قاری شبیر احمد' مولانا عبدالغفور یورش' مولانا عبدالجبار کے علاوہ یوتھ فورس کے صدر ساجد غلام حسین ودیگر ذمہ دار موجود تھے۔ اجلاس کے اختتام پر تمام حاضرین کو پرتکلف کھانا پیش کیا گیا اور دعاؤں کے ساتھ مہمانوں کو رخصت کیا۔

منجانب: رانا محمد فاروق۔ ساہیوال

پیام امن واعتدال کانفرنس پر خراج تحسین

⊙ پیام امن کانفرنس منعقد کروانے پر مرکزی قائدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں' امت مسلمہ کے لیے یہ اتحاد واتفاق کا باعث بنے گا' امید ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث آئندہ بھی امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کی کوششیں کرتی رہے گی' ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نائب امیر مولانا محمد سلیمان نے کیا' انہوں نے کہا کہ اس وقت امت مسلمہ کے جو حالات ہیں وہ انتہائی خطرناک صورت حال اختیار کر چکے ہیں چنانچہ امت مسلمہ کے اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ اس عالمی کانفرنس میں ایبٹ آباد سے حاجی محمد بشیر' قاری عبدالحفیظ' مولانا عتیق الرحمٰن' مولانا الیاس مشتاق' انیس خلیل' مولانا اورنگزیب' حافظ ذیشان احمد' مولانا عبدالمقیت' ضیاء اللہ شاہ اور دیگر نے شرکت کی۔

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث سیراچوں کاکا کے زیر اہتمام ۱۶ جنوری کو عظمت مصطفیٰ کانفرنس منعقد ہوئی' تلاوت قرآن پاک کے بعد مولانا عبدالعزیز کاکا امیر مٹیاری' سید انور شاہ راشدی آف پیر جھنڈو' مولانا احسان اللہ' سید عامر نجیب شاہد سینئر نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ' علامہ محمد ابراہیم طارق نے عظمت مصطفیٰ کے عنوان پر مدلل ومفصل خطاب کیا۔ شرکاء کے لیے طعام کا انتظام کیا گیا۔

حافظ صلاح الدین کاکا' ناظم شعبہ نشر واشاعت مٹیاری

شانِ حبیب کبریاء کانفرنس

⊙ ۱۳ مارچ ۲۰۱۷ء بروز سوموار جامع مسجد محمدی اہل حدیث چک نمبر ۴۹ ج ب باٹھاں فیصل آباد میں ۹ ویں سالانہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں ملک بھر سے جید علماء کرام شریک ہوں گے۔ فیصل آباد کے گرد ونواح کے جماعتی احباب اس تاریخ (۱۳ مارچ) کو نوٹ فرمالیں۔

منجانب: عمر فاروق ع اصم و AYF باٹھاں' فیصل آباد

تحصیل کروڑ میں تبلیغی پروگرام

⊙ ۱۹ دسمبر ۲۰۱۶ء جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر 83/M.L بعد نماز مغرب (تحصیل کروڑ) مقررین: مولانا اکرم شہزاد' مولانا عباس فاروقی۔ ..... ۱۹ دسمبر ۲۰۱۶ء بعد نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث چک 88/M.L تحصیل کروڑ' مقررین: مولانا اکرم شہزاد' مولانا عباس فاروقی' مولانا عبدالحفیظ ارشد۔ بحمد اللہ پروگرام بہت کامیاب رہے۔

محمد وسیم آصف سندھو' ناظم نشر واشاعت AYF ضلع لیہ

علماء کنونشن

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث فیروز وٹواں کے زیر اہتمام ۱۵ جنوری ۲۰۱۷ء کو جامع مسجد محمدی اہل حدیث فیروز وٹواں میں علماء کنونشن منعقد ہوا جس میں مولانا عمر صدیق نے علماء کی ذمہ داریوں پر مدلل گفتگو فرمائی اور دیگر علماء نے بھی تقاریر کیں۔ اس طرح ۲۶ جنوری کو مرکزی جامع مسجد اہل حدیث فیروز وٹواں میں تبلیغی پروگرام منعقد ہوا جس میں حافظ عبدالباسط شیخوپوری' مولانا شفیق الرحمٰن' الشیخ حافظ مسعود عالم ودیگر مقررین نے خطابات فرمائے۔ تمام پروگرام کامیاب رہے۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف امیر حلقہ تھانہ فیروز وٹواں

ASF لاہور کا اجلاس

⊙ اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور کا اجلاس ۸ جنوری بروز اتوار بعد نماز ظہر مرکز اہل حدیث ۱۰۶ راوی روڈ لاہور میں حافظ صفوان احمد فاروقی صدر ASF لاہور کی زیر صدارت ہوا۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد' عبدالقدیر فاروقی مہمانان خصوصی تھے۔ اجلاس میں ASF لاہور کے ذمہ داران ودیگر کارکنان نے بھرپور شرکت کی۔ اس موقعہ پر متعدد علماء کرام نے مرکزی جمعیت اہل حدیث میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اجلاس میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد' عبدالقدیر فاروقی اور قاری عبدالتین اصغر نے طلبہ سے ناصحانہ خطاب کیا۔

منجانب: شعبہ نشر واشاعت ASF لاہور

وی پی آر جا رہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فریضہ ہے۔ (ادارہ)

انا للہ وانا الیہ راجعون!

انتقال پر ملال

⊙ گذشتہ دنوں سابق امیر مرکزی جمعیت ضلع پاکپتن جناب حاجی انوار الحق صاحب علالت کے بعد برضائے الٰہی انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ ان کی دینی خدمات قابل تحسین ہیں۔ ان کی نماز جنازہ میں احباب جماعت وکارکنان کے علاوہ دینی وسماجی شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

جناب ڈاکٹر عبدالغفور راشد (ناظم ذیلی تنظیمات) و دیگر احباب نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ احباب جماعت سے مرحوم کے رفع درجات کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

منجانب: مولانا سردار علی سردار وکارکنان جمعیت پاکپتن

رانا خیراتی ٹھیکیدار کو صدمہ!

⊙ ۱۶ جنوری ۲۰۱۷ء کو رانا ٹھیکیدار خیراتی کا بیٹا رضائے الٰہی سے وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! قاری عبدالرشید عابد کے یہ ماموں جان تھے۔ انتہائی ملنسار مخلص اور صاف دل انسان تھے۔ ان کی نماز جنازہ کبوترانوالہ قبرستان کی وسیع جنازگاہ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں جماعتی، سیاسی اور سماجی رہنماؤں سمیت ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

قاری عبدالرشید عابد ناظم نشر واشاعت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

⊙ میرے ماموں زاد بھائی اور طاہر علی صاحب کے بیٹے جناب حبیب الرحمٰن عابد ۲۰ جنوری ۲۰۱۷ء بروز جمعۃ المبارک قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ پروفیسر محمد علی حلیم امیر مرکزی جمعیت شورکوٹ نے پڑھائی۔ جنازہ میں احباب جماعت اور کارکنان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ بعدازاں انہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ رب کریم سے دعا ہے کہ ان کی خطائیں معاف فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ جماعتی احباب سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

محمد سعید عاجز (شورکوٹی) 0336-5259212

درخواست دعائے مغفرت

⊙ ۵ مئی ۲۰۱۶ء کو میرے والد بزرگوار اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور ۱۳ جنوری ۲۰۱۷ء کو والدہ محترمہ داغ مفارقت دے گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! والدین کی اس طرح یکے بعد دیگرے جدائی سے دل غمگین، آنکھوں سے پانی جاری لیکن زبان خاموش ہے۔ جیسا ہی والدین کی شفقتیں یاد آتی ہیں تو بے اختیار زبان پہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں۔ رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ الحمدللہ والدین عقیدۃً توحید سے مالا مال، صلوٰۃ کے پابند، صابر وشاکر، ہمدرد اور غمگسار، دین سے محبت کرنے والے مخلص اور مثالی انسان تھے۔ رب العالمین ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے، سیئات ولغزشات سے درگزر فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین..... قارئین سے درخواست ہے کہ وہ میرے والدین کے لیے مغفرت، بلندئ درجات نیز اہل خانہ کے لیے صبر جمیل کی دعا کریں۔

منجانب: عبدالرزاق ابراہیمی جامعہ شمس العلوم بدین سندھ

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ
0300-6430739
055-4213430

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر ایم اکرام مغل (ماہ معید)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر
اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فور کلر رنگین، خوبصورت مُدلّل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے:

- نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت!
- اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام!
- کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!
- نماز روزہ کے دائمی محمدی اوقات!
- سورۂ فاتحہ خلف الامام!
- آمین بالجہر کا ثبوت!
- اثبات رفع الیدین!

ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات مذکورہ بالا سیٹ بالکل مفت منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد و دینی اداروں میں آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک۔

نوٹ فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ ڈاک خرچ بھی ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان **0333-8556473**

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

اہل حدیث یوتھ فورس صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام ۱۷ فروری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء قبہ کوٹ لالیانوالہ ضلع لودھراں میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوگی۔ مقررین: حافظ محمد یوسف پسروری، قاری محمد یٰسین بلوچ، مولانا محی الدین کنگن پوری ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت AYF صوبہ پنجاب

چھوٹی مکھی بڑی مکھی بیری کا اور چھتہ سمیت

قدرتی شہد

دستیاب ہے

میاں انٹر پرائزز

1st فلور الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 0333-4551069

آسرم زم
کھجور حلوہ
عجوہ کھجور
نمکو

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

0345-6213064

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

محمد ذیشان ربانی
0345-4027646

علمی، تحقیقی و اصلاحی مطبوعات دل کش و اعلیٰ معیار کے ساتھ

اسلامیہ مکتبہ
MAKTABA ISLAMIA

خطباء، دعاۃ اور مبلغین حضرات کے لئے علمی تحفے

جودے علم دوستی کا پیغام

خطباء، دعاۃ اور مبلغین حضرات کے لئے ایک علمی تحفہ
زادالخطیب 4 جلدیں
ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

آداب الٰہی اور انکے تقاضوں پر مشتمل شاندار خطبات
معراج الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

علمی و اصلاحی مضامین کا حسین گلدستہ
میزان الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر
خطبات سورۃ فاتحہ
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

خطیبانہ انداز میں منفرد تذکرہ رسول ﷺ
خطبات سیرت مصطفیٰ ﷺ
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

سکول کالج و مدارس کے طلباء کیلئے ایک نرالی کتاب
انعام یافتہ تقریریں
مرتب حافظ عامر مرتضیٰ

منفرد موضوعات اور صحیح واقعات سے مزین خطبات
بستان الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

خطباء اور مبلغین کے لئے نادر تحفہ
دروس المساجد 2 جلد
الشیخ محمد عظیم عاصلپوری حفظہ اللہ

خطبات مدارس
سیرت نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر آسان خطبات
تالیف: علامہ سید سلیمان ندوی تخریج: محمد زبیر صدیقی

بستان الواعظین و ریاض السامعین
حافظ امام جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی
ترجمہ: مولانا اسعد علی ظہیر تخریج: پروفیسر حافظ احمد

سورہ فاتحہ سے سورہ نساء پر مشتمل دروس
دروس القرآن
الشیخ محمد عظیم عاصلپوری حفظہ اللہ

خطباء، واعظین کیلئے علمی و تحقیقی خطبات کا منفرد مجموعہ
ترجمان الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

نوٹ: پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کے تمام خطبات بھی دستیاب ہیں

اپنی کتاب کی عمدہ پرنٹنگ اور مضبوط بائنڈنگ کے لیے بھی مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس کی خدمت حاصل کریں

مکتبہ اسلامیہ
اسلامیہ مکتبہ MAKTABA ISLAMIA

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973
042-37232369

فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204
041-2641204

/maktabaislamia1 www.maktabaislamiapk.blogspot.com maktabaislamiapk@gmail.com Ph 0300-8661763

Weekly **AHL- E - HADITH**

CPL No 116

106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
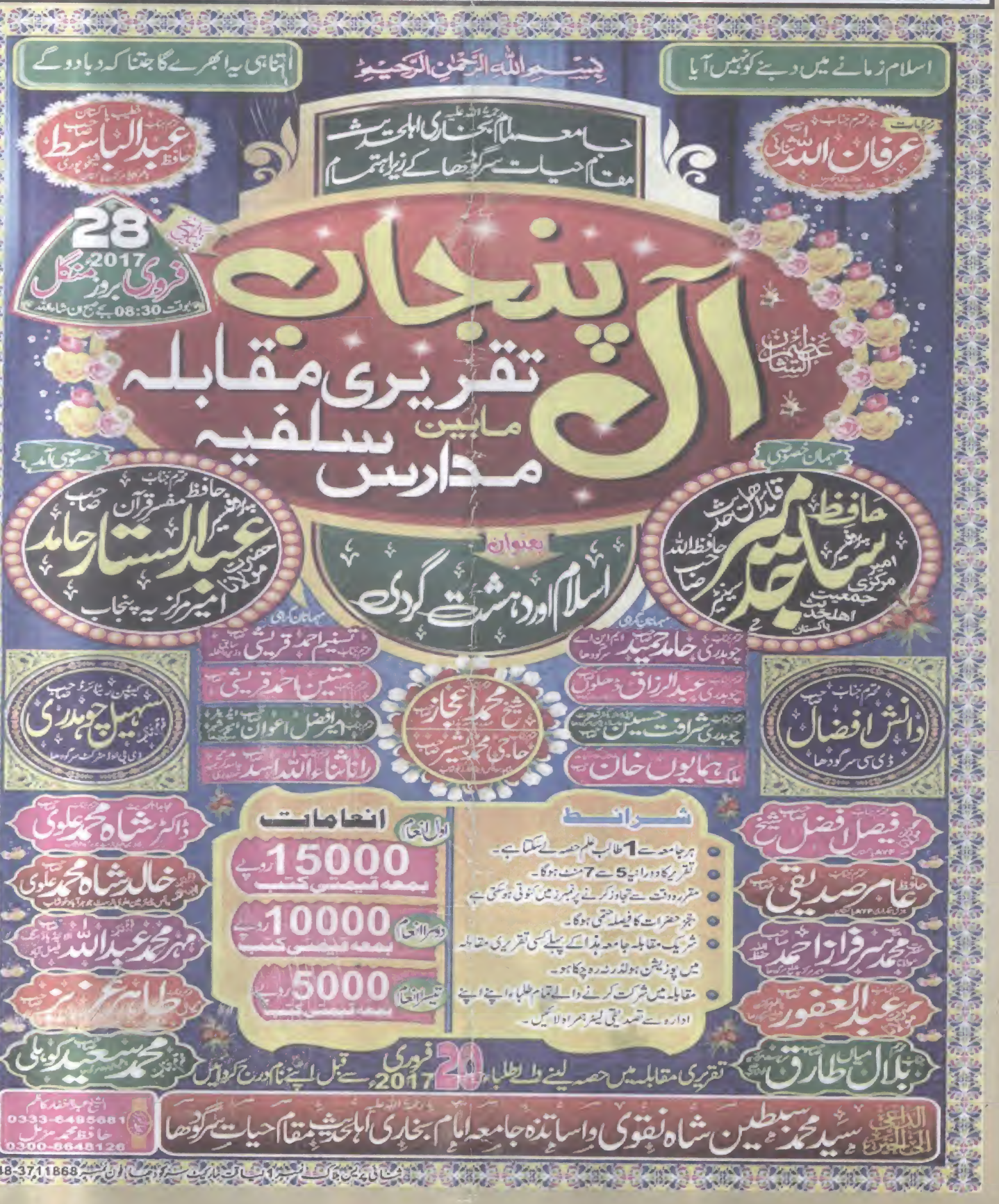
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V: 042-37722876